قال اللہ تعالیٰ عز وجل

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

ترجمہ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر نے کہ اللہ کسی قوم کی حالت نہین بدلتا جب تک وہ آپ اپنی حالت نہ بدلے

مسدس حالی

مسمّٰی بہ

مد و جزر اسلام ۱۳۲۲ھ

مع

مناجات حالی

جسے عالی جناب مولوی الطاف حسین صاحب انصاری پانی پتی مقیم دہلی متخلص بہ حالی نے اہل اسلام کی ترقی و تنزل کے بیان مین لکھا۔ بار نہم

مطبع ناشر لکھنؤ مین طبع ہوا

ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء

اشتہارات

خورشید بہو - یہ ناول اخلاقی ناولون مین اعلیٰ درجہ کا ناول ہے زبان صاف اصطلاحات صحیح مضمون پاکیزہ عبرت انگیز درد آمیز شریف مرد عورت بیاہی کنواری دونون کی اصلاح اخلاق کے واسطے مفید ساری کتاب مین کوئی لفظ فحش یا غیر مانوس نہین قیمت فی جلد ۵/

نسیم آرزو - اس ناول کی خوبی عبارت پر اگر لحاظ نہ کیا جاوے تو بھی عبرت آمیز درد کا بھرا ہوا قصہ ہے قیمت فی جلد ۳/

جذبۂ حُسن - یہ ناول انگریزی سے ترجمہ کیا گیا ہے جسکے مؤلف لارڈ لٹن صاحب بہادر تھے یعنی دو ڈرجلینڈ کا اسمین دکھڑا اگایا گیا ہے قیمت فی جلد ۸/

اشک خون یا لاڈلا بیٹا - اس ناول مین اولاد کو تعلیم و تربیت سے بے بہرہ رکھنے کے خراب نتایج دکھائے گئے ہین قیمت فی جلد ۸/

شیل نفتی - یہ سچا قصہ بطرز ناول منشی عبدالحفیظ صاحب انسپکٹر کی تالیفات سے ہے قیمت فی جلد ۸/

معشوقۂ عرب - اس ناول مین لائق مصنف نے اہل عرب اور ترک کے طرز تمدن کا اچھے پیرایہ مین فوٹو اوتارا ہی قیمت فی جلد عہ/

ماریہ سلطانہ - اس ناول مین وہ عجیب و غریب حسرت انگیز سرگذشت لکھی گئی ہے جو پہلی صدی ہجری کی یادگار ہے قیمت فی جلد ۸/

عثمان و مریم - مؤلفۂ لائف الیٹوریشن ایجنٹ لندن جسمین جنگ صلیبی کے بعض جنگ اور سلاطین یورپ کے مختصر سوشل حالات کے ساتھ پردہ نسوان کے فوائد کا ذکر ہے قیمت فی جلد ۱۲/

عمیر و ریحانہ - اس ناول مین پولیس کی کارروائی اچھی دکھائی ہے قیمت فی جلد ۲/

سلیم و مہر النساء - اس ناول مین تاریخی اصول سے شاہنشاہ نورالدین سلیم مخاطب بہ جہانگیر شاہ اور بانو مہر النساء ملقب بہ نواب نور جہان بیگم کی مواصلات اور آپس کی محبت کا فوٹو اوتارا ہے قیمت فی جلد ۸/

خون آرزو - نہایت حسرت انگیز نتیجہ خیز ناول حضرت وحشی کی یادگار ہے قیمت فی جلد ۸/

سعید و زکیہ - اس ناول مین مولف نے یہ لطف دکھایا ہی کہ پورا پورا قصہ ہیرو کی زبان سے بیان کیا ہی اور اس مثل کو اپنی بیتی آپ خوب کہی جاتی ہے سچ کر دکھایا ہے قیمت فی جلد ۸/

خون جگر یا نیلوفر - اس ناول مین تاریخی حالات شاہزادی نیلوفر دختر حضرت امیر المومنین سلطان مراد اول مرحوم فرمانروائے سلطنت عثمانیہ کے صحیح صحیح لکھے گئے ہین قیمت فی جلد ۵/

رشید و زہرہ - یہ نہایت دلچسپ ناول ہے قیمت فی جلد ۸/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

بلبل کی چمن مین ہمزبانی چھوڑی	بزمِ شعرا مین شعر خوانی چھوڑی
جبسے دلِ زندہ تو نے ہمکو چھوڑا	ہمنے بھی تری رام کہانی چھوڑی

حرف حال

بچپن کا زمانہ جوکہ حقیقت مین دنیا کی بادشاہت کا زمانہ ہی ایک ایسی دلچسپ اور پرفضا میدان مین گذرا جو کلفت کے گرد و غبار سے بالکل پاک تھا۔ نہ وہان ریت کے ٹیلے تھے۔ نہ خاردار جھاڑیان تھین نہ آندھیون کی طوفان تھے۔ نہ بادِ سموم کی لپٹ تھی جب اس میدان سی کھیلتے کودتے آگے بڑھے تو ایک اور صحرا اس سے بھی زیادہ دلفریب نظر آیا جسکے دیکھتے ہی ہزارون امنگین اور لاکھون امنگین خود بخود دل مین پیدا ہو گئین مگر یہ صحرا جسقدر نشاط انگیز تھا اُسیقدر وحشت خیز تھا اسکی ہر سبز جھاڑی مین ہولناک درندے چھپے ہوے تھے۔ اور اسکے خوشنما پودون پر سانپ اور بچھو لپٹے ہوی تھی۔ جون ہی اسکی حد مین قدم رکھا ہر گوشہ سی شیر و پلنگ اژدہا و کژدم نکل آئی۔ باغ جوانی کی بہار اگرچہ قابل دید تھی مگر دنیا کے مکروہات سی دم لینے کی فرصت نہ ملی۔ نہ خود آرائی کا خیال آیا نہ عشق و جوانی کی ہوا لگی۔ نہ وصل کی لذت اُٹھائی۔ نہ فراق کا مزا چکھا۔

پنہان تھا دام سخت قریب آشیان کے	اوڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوے

البتہ شاعری کی بدولت چندروز جھوٹا عاشق بننا پڑا۔ ایک خیالی معشوق کی
چاہ مین برسون دشتِ جنون کی وہ خاک اوڑائی کہ قیس و فرہاد کو گرد کردیا
کبھی نالۂ نیم شبی سے ربع مسکون کو ہلاڈالا کبھی چشم دریا بار سے تمام عالم کو ڈبو دیا
آہ و فغان کے شور سے کروبیون کے کان بہرے ہوگئے شکایتون کی بوچھار سے
زمانہ چیخ اوٹھا۔ طعنون کی بھرمار سے آسمان چھلنی ہوگیا۔ جب رشک کا تلاطم
ہوا تو ساری خدائی کو رقیب سمجھا یہانتک کہ آپ اپنے سے بدگمان ہوگئے۔ جب شوق کا
دریا اُمڈا تو کشش دل سے جذب مقناطیسی اور قوت کہربائی کا کام لیا۔ بارہا تیغ
ابرو سے شہید ہوے اور بارہا ایک ٹھوکر سے جی اُٹھے۔ گویا زندگی ایک پیراہن تھا
کہ جب چاہا اوتار دیا اور جب چاہا پہن لیا۔ میدان قیامت مین اکثر گذر رہوا
بہشت و دوزخ کی بارہا سیر کی۔ بادہ نوشی پر آئے تو خم کے خم لنڈھا دیے
اور پھر بھی سیر نہوے۔ کبھی خانہ خمار کی چوکھٹ پر جبہ سائی کی۔ کبھی مےفروش
کے در پر گدائی کی۔ کفر سے مانوس رہے۔ ایمان سے بیزار رہے۔ پیر مغان کے ہاتھ پر
بیعت کی۔ برہمنون کے چیلے بنے۔ بت پوجے زنّار باندھا۔ قشقہ لگایا۔ زاہدون پر
پھبتیان کہین۔ واعظون کا خاکہ اوڑایا دَیر اور بتخانہ کی تعظیم کی۔ کعبہ اور مسجد کی
توہین کی۔ خدا سے شوخیان کین۔ نبیون سے گستاخیان کین۔ اعجاز مسیحی کو
ایک کھیل جانا۔ حسن یوسفی کو ایک تماشا سمجھا۔ غزل کہی تو پاک شہدون کی
بولیان بولین۔ قصیدہ لکھا تو بھاٹ اور بادخوانون کے منھ پھیر دیے۔ ہر مشت
خاک مین اکسیر اعظم کے خواص تبلائے۔ ہر چوب خشک مین عصاے موسیٰؑ کے کرشمے

دکھائے ہر نمرود وقت کو ابراہیم خلیل سے جا ملایا۔ ہر فرعون بے سامان کو قادر مطلق سے جا بھڑایا۔ جسکے مداح بنے اُسے ایسا بانس پر چڑھایا کہ خود ممدوح کو اپنی تعریف میں کچھ مزا نہ آیا۔ غرض نامۂ اعمال ایسا سیاہ کیا کہ کہین سفیدی باقی نہ چھوڑی

چو پرسش گنہم روز حشر خواہد بود ۔۔۔ تمسکات گناہانِ خلق پارہ کنند

بیس برس کی عمر سے چالیسوین سال تک تیلی کے بیل کی طرح اُسی ایک چکر مین پھرتے رہے اور اپنے نزدیک سارا جہان طے کر چکے جب آنکھین کھلین تو معلوم ہوا کہ جہان سے چلے تھے ابتک وہین ہین۔

شکست رنگ شباب و ہنوز رعنائی ۔۔۔ دران دیار کہ زاد ہی ہنوز آنجائی

نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو دائین بائین آگے پیچھے ایک میدان وسیع نظر آیا جسمین بیشمار راہین چارون طرف کھلی ہوئی تھین اور خیال کے لیے کہین عرصہ تنگ نہ تھا جی مین آیا کہ قدم آگے بڑھائین اور اِس میدان کی سیر کرین۔ مگر جو قدم بیس برس تک ایک چال سے دوسری چال نہ چلے ہون اور جنکی دوڑ گز دو گز زمین مین محدود رہی ہو اُن سے اِس وسیع میدان مین کام لینا آسان نہ تھا۔ اسکے سوا بیس برس کی بیکار اور نکمی گردش مین ہاتھ پاؤن چور ہو گئے تھے اور طاقت رفتار جواب دے چکی تھی۔ لیکن پاؤن مین چکر تھا۔ اسلیے نچلا بیٹھنا بھی دشوار تھا۔ چند روز اِسی تردد مین یہ حال رہا کہ ایک قدم آگے بڑتا تھا دوسرا پیچھے ہٹتا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک خدا کا بندہ جو اِس میدان کا مرد ہے ایک دشوار گذار راستے مین رہ نورد ہے بہت سے لوگ جو اُسکے ساتھ چلے تھے تھک کر پیچھے رہ گئے ہین بہت سے ابھی اُسکے ساتھ

افتان و خیزان چلے جاتے ہین - مگر ہونٹون پر پپڑیان جمی ہین - پیرون مین چھالے پڑ رہے ہین دم چڑھ رہا ہی چہرے پر ہوائیان اڑ رہی ہین لیکن وہ اولوالعزم آدمی جوان سبکا رہنما ہی اسی طرح تازہ دم ہی - نہ اسے رستے کی تکان ہی - نہ ساتھیون کے چھوٹ جانے کی پروا ہی - نہ منزل کی دوری سے کچھ ہراس ہی اسکی چتونون مین غضب کا جادو بھرا ہی کہ جسکی طرف آنکھ اوٹھا کر دیکھتا ہی وہ آنکھین بند کر کے اوسکے ساتھ ہو لیتا ہی اسکی ایک نگاہ ادھر بھی پڑی اور اپنا کام کر گئی - بیس برس کے تھکے ہارے خستہ و کوفتہ اسی دشوار گزار رستہ پر پڑ لیے - نہ یہ خبر ہے کہ کہان جاتے ہین - نہ یہ معلوم ہی کہ کیون جاتے ہین نہ طلب صادق ہی نہ قدم راسخ ہی - نہ عزم ہی نہ استقلال ہی - نہ صدق ہی - نہ اخلاص ہی مگر ایک زبردست ہاتھ ہی کہ کھینچے لیے چلا جاتا ہی -

آن دل کہ رم نمودی از خوبرو جوانان	دیرینہ سال پیری بردش بیک نگاہی

زمانہ کا نیا ٹھاٹھ دیکھکر پرانی شاعری سے جی سیر ہو گیا تھا اور جھوٹے ڈھکوسلے باندھنے سے شرم آنے لگی تھی - نہ یارون کی ابھارون سے دل بڑھتا تھا - نہ ساتھیون کی ریس سے کچھ جوش آتا تھا مگر یہ ایک ایسے ناسور کا منھ بند کرنا تھا جو کسی نہ کسی راہ سے تراوش کیے بغیر نہین رہ سکتا اسلیے بخارات درونی جنکے رکنے سے دم گھٹا جاتا تھا دل و دماغ مین تلاطم کر رہی تھین اور کوئی رخنہ ڈھونڈھتی تھین قوم کے ایک سچے خیر خواہ نے (جو اپنی قوم کے سوا تمام ملک مین اسی نام سے پکارا جاتا ہی اور جس طرح خود اپنے پرزور ہاتھ اور قوی بازو سے بھائیونکی خدمت کر رہا ہی اسی طرح ہر اپاہج اور نکمے کو اسی کام مین لگانا چاہتا ہی)

آگر ملامت کی اور غیرت دلائی کہ "حیوان ناطق ہونے کا دعویٰ کرنا اور خدا کی دی ہوئی زبان سے کچھ کام نہ لینا بڑی شرم کی بات ہی"

گرچہ انسان لب بجنبان و دہن	ور جمادی لاف انسانی مزن

قوم کی حالت تباہ ہی۔ عزیز ذلیل ہوگئے ہین۔ شریف خاک مین ملگئے ہین۔ علم کا خاتمہ ہوچکا ہے۔ دین کا صرف نام باقی ہی۔ افلاس کی گھر گھر پکار ہی۔ پیٹ کی چارون طرف دہائی ہی۔ اخلاق بالکل بگڑ گئے ہین اور بگڑتے جاتے ہین۔ تعصب کی گھنگھور گھٹا تمام قوم پر چھائی ہوئی ہی۔ رسم و رواج کی بیڑی ایک ایک کے پائون مین پڑی ہی۔ جہالت اور تقلید سبکی گردن پر سوار ہے۔ امرا جو قوم کو بہت کچھ فائدہ پہونچا سکتے ہین غافل اور بے پرواہ ہین۔ علما جنکو قوم کی اصلاح مین بہت بڑا دخل ہی زمانہ کی ضرورتون اور مصلحتون سے ناواقف ہین۔ ایسے وقت مین جس سے جو کچھ بن آئے سو بہتر ہی۔ ورنہ ہم سب ایک ہی ناؤ مین سوار ہین اور ساری ناؤ کی سلامتی مین ہماری سلامتی ہی۔ ہر چند لوگ بہت کچھ لکھ چکے ہین اور لکھ رہے ہین۔ مگر نظم جو کہ انسان کو بالطبع مرغوب ہی اور خاصکر عرب کا ترکہ اور مسلمانون کا موروثی حصہ ہی قوم کے بیدار کرنے کے لیے اب تک کسی نے نہین لکھی اگرچہ ظاہر ہی اور تدبیرون سے کیا ہوا جو اس تدبیر سے ہوگا۔ مگر ایسی تنگ حالت مین انسان کے دل پر ہمیشہ دو طرح کے خیال گذرتے رہے ہین۔ ایک یہ کہ ہم کچھ نہین کرسکتے۔ دوسرے یہ کہ ہمکو کچھ کرنا چاہیے پہلے خیال کا نتیجہ ہمیشہ یہ ہوا کہ کچھ نہ ہوا۔ اور دوسرے خیال سے دنیا مین بڑے بڑے عجائبات ظاہر ہوئے

در فیض ست نشین از کشایش نا امید اینجا	بزنگ دانہ از ہر قفل میروید کلید اینجا

وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ(۱) ہرچند اِس حکم کی بجا آوری مشکل تھی اور اِس خدمت کا بوجھ اُٹھانا دشوار تھا مگر ناصح کی جادو بھری تقریر جی مین گھر کر گئی۔ دل ہی سے نکلی تھی دل ہی مین جا کر ٹھہری۔ برسون کی بُجھی ہوئی طبیعت مین ایک وَلولہ پیدا ہوا اور باسی کڑھی مین ایک اُبال آیا۔ افسردہ دل اور بوسیدہ دماغ جو امراض کے متواتر حملون سے کسی کام کے نہ رہے تھے اُنھین سے کام لینا شروع کیا۔ اور ایک مسدس کی بنیاد ڈالی دُنیا کے مکروہات سے فرصت بہت کم ملی۔ اور بیماریون کے ہجوم سے اطمینان کبھی نصیب نہ ہوا اگر ہر حال مین یہ دُھن لگی رہی۔ بارے الحمد للہ کہ بہت سی دِقتون کے بعد ایک ٹوٹی پھوٹی نظم اِس عاجز بندہ کی بساط کے موافق تیار ہو گئی اور ناصح مشفق سے شرمندہ ہونا نہ پڑا۔ صرف ایک اُمید کے سہارے پر یہ راہ دور دراز طے کی گئی ہے ورنہ منزل کا نشان نہ اب تک ملا ہے نہ آیندہ ملنے کی توقع ہے۔

خبرم نیست کہ منزلگہِ مقصود کجاست	اینقدر ہست کہ بانگِ جرسی می آید

اِس مسدس کے آغاز مین پانچ سات بند تمہید کے لکھکر اول عرب کی اوس اَبتر حالت کا خاکا کھینچا ہے جو ظہور اسلام سے پہلے تھی اور جسکا نام اسلام کی زبان مین جاہلیت رکھا گیا۔ پھر کوکبِ اسلام کا طلوع ہونا اور نبی اُمی کی تعلیم سے اُس ریگستان کا دفعۃً سرسبز و شاداب ہو جانا اور اُس ابر رحمت کا اُمت کی کھیتی کو

(۱) اور وہ ایسا خدا ہے کہ جب لوگ نا امید ہو جاتے ہین تو وہ مینھہ برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے۔

رحلت کے وقت ہرا بھرا چھوڑ جانا اور مسلمانونکا دینی و دنیوی ترقیات مین تمام عالم پر سبقت لیجانا بیان کیا ہی۔ اسکے بعد اونکے تنزل کا حال لکھا ہی اور قوم کیلیے اپنے بے ہنر ہاتھون سے ایک آئینہ خانہ بنایا ہی جسمین آکر وہ اپنے خط وخال دیکھ سکتے ہین اور سمجھ سکتے ہین کہ ہم کون تھے اور کیا ہو گئے۔ اگرچہ اس جانکاہ نظم مین جسکی دشواریان لکھنے والے کا دل اور دماغ ہی خوب جانتا ہی بیان کا حق نہ مجھسے ادا ہوا ہی نہ ہو سکتا تھا مگر شکر ہی کہ جسقدر ہو گیا اتنی بھی امید نہ تھی کہ ہمارے ملک کے اہل مذاق ظاہرا اس روکھی پھیکی سیدھی سادھی نظم کو پسند نہ کرینگے کیونکہ اسمین یا تاریخی واقعات ہین یا چند آیتون اور حدیثون کا ترجمہ ہی۔ یا جو آجکل قوم کی حالت ہی اُسکا صحیح صحیح نقشہ کھینچا گیا ہی۔ نہ کہین نازک خیالی ہی نہ رنگین بیانی ہی۔ نہ مبالغہ کی چاٹ ہی نہ تکلف کی چاشنی ہی۔ غرض کوئی بات ایسی نہین ہی جس سے اہل وطن کے کان مانوس اور مذاق آشنا ہون اور کوئی کرشمہ ایسا نہین ہی کہ لاعین رأت ولا اذن سمعت ولاخطر علی قلب بشر[1]۔ گویا اہل دہلی و لکھنؤ کی دعوت مین ایک ایسا دسترخوان چنا گیا ہی جسمین اُبالی کھچڑی اور بے مرچ سالن کے سوا کچھ نہین مگر اس نظم کی ترتیب مزے لینے اور واہ واہ سننے کے لیے نہین کی گئی۔ بلکہ عزیزون اور دوستون کو غیرت اور شرم دلانے کیلیے کی گئی ہی اگر دیکھین اور پڑھین اور سمجھین تو اونکا احسان ہی۔ ورنہ کچھ شکایت نہین۔

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن ست و بس	در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

(۱) نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا نہ کسی بشر کے دل مین گزرا۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

کلمتان غریبتان فاحتملوھما۔ کلمۃ حکمۃ من سفیہ فاقبلوھا۔ وکلمۃ سفہۃ من حکیم فاغفروھا۔

دو باتیں بیجا ہین انھین گوارا کرو۔ دانائی کی بات جو نادان کہے اوسے قبول کرو۔ اور نادانی کی بات جو دانا کہے اوسے بخشدو

رباعی

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اترنا دیکھے

مسدس

کسی نے یہ بقراط(۱) سے جا کے پوچھا
مرض تیرے نزدیک مہلک ہین کیا کیا
کہا دکھ جہان مین نہین کوئی ایسا
کہ جسکی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جسکو آسان سمجھین
کہے جو طبیب اسکو ہذیان سمجھین
سبب(۲) یا علامت گر انکو سجھائین
تو تشخیص مین سو نکالین خطائین
دوا اور پرہیز سے جی چرائین
یون ہی رفتہ رفتہ مرض کو بڑھائین
طبیبون سے ہرگز نہ مانوس ہون وہ
یہانتک کہ جینے سے مایوس ہون وہ

(۱) یہ شخص قدیم دار الخلافہ شام یعنے شہر حمص مین سکندر سے تقریباً سو برس پہلے گذرا ہے عربی زبان مین طب کی کوئی کتاب بقراط کی کتابون سے پہلے ترجمہ نہین ہوئی۔
(۲) طب کی اصطلاح مین سبب وہ چیز ہے جس سے مرض پیدا ہو۔ اور علامت جس سے مرض پہچانا جاے

یہی حال دنیا مین اُس قوم کا ہی
بھنور مین جہاز آکے جسکا گھرا ہی
کنارا ہی دور اور طوفان بپا ہی
گمان ہی یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہی
نہین لیتے کروٹ مگر اہل کشتی
پڑے سوتے ہین بیخبر اہل کشتی

گھٹا سر پہ ادبار کی چھا رہی ہی
فلاکت سمان اپنا دکھلا رہی ہی
نحوست پس و پیش منڈلا رہی ہی
چپ و راس سے یہ صدا آرہی ہی
کہ کل کون تھے آج کیا ہوگئے تم
ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

پہ اُس قوم غافل کی غفلت وہی ہی
تنزل پہ اپنے قناعت وہی ہی
ملے خاک مین پہ رعونت وہی ہی
ہوئی صبح اور خواب راحت وہی ہی
نہ افسوس اُنھین اپنی ذلت پہ ہی کچھ
نہ رشک اور قومون کی عزت پہ ہی کچھ

بہائم کی اور اُنکی حالت ہی یکسان
کہ جس حال مین ہین اسی مین ہین شادان
نہ ذلت سے نفرت نہ عزت کا ارمان
نہ دوزخ سے ترسان نہ جنت کے خواہان
لیا عقل و دین سے نہ کچھ کام انھون نے
کیا دین برحق کو بدنام اُنھون نے

وہ دین جسنے اعدا کو اخوان بنایا (۱)
وحوش اور بہائم کو انسان بنایا
درندون کو غمخوار دوران بنایا
گڈریون کو عالم کا سلطان بنایا
وہ خطہ جو تھا ایک ڈھورون کا گلہ
گران کر دیا اُسکا عالم سے پلہ

(۱) جیسا کہ قرآن مجید مین وارد ہوا ہی "کُنتُم اَعدَاءً فَاَلَّفَ بَینَ قُلُوبِکُم فَاَصبَحتُم بِنِعمَتِہٖ اِخوَانًا" یعنی تم دشمن تھے سو خدا نے تمھارے دلون مین الفت پیدا کی اور ہو گئے تم اوسکے فضل سے بھائی بھائی ۔

عرب جسکا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا — جہان سے الگ اک جزیرہ نما[1] تھا
زمانہ سے پیوند جسکا جدا تھا — نہ کشور ستان تھا نہ کشور کشا تھا
تمدن[2] کا اوسپر پڑا تھا نہ سایا — ترقی کا تھا وان قدم تک نہ آیا

نہ آب و ہوا ایسی تھی روح پرور — کہ قابل ہی پیدا ہون خود جس سے جوہر
نہ کچھ ایسے سامان تھے وان میسر — کنول جس سے کھلجائین دل کے سراسر
نہ سبزہ تھا صحرا مین پیدا نہ پانی — فقط آب باران پہ تھی زندگانی

زمین سنگلاخ اور ہوا آتش افشان — لوون کی لپٹ باد صرصر کے طوفان
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیابان — کھجورون کے جھنڈ اور خار مغیلان
نہ کھیتون مین غلہ نہ جنگل مین کھیتی — عرب اور کل کائنات اوسکی یہ تھی

نہ وان مصر کی[3] روشنی جلوہ گر تھی — نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی — خدا کی زمین بن جتی سر بسر تھی
پہاڑ اور صحرا مین ڈیرا تھا سب کا — تلے آسمان کے بسیرا تھا سب کا

(۱) جزیرہ نما جغرافیہ کی اصطلاح مین خشکی کا وہ قطعہ ہے جسکے تین طرف پانی اور ایک طرف خشکی ہو۔

(۲) عربی مین سویلزیشن (تہذیب) کا ترجمہ تمدن کیا گیا۔ چنانچہ عرب یورپ کی سلطنتونکو دول التمدن کہتے ہین۔

(۳) مصر کی ترقی ہند اور فارس کے سوا تمام دنیا سے مقدم مانی گئی ہے چنانچہ یونان بھی مصر ہی کے پرتو سے روشن ہوا تھا۔

کہین آگ پجتی تھی وان بے محابا ۔ کہین تھا کواکب پرستی[1] کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا ۔ بتون کا عمل سوبسو جابجا تھا
کرشمون کا راہب کے تھا صید کوئی ۔ طلسمون مین کاہن کے تھا قید کوئی

وہ دنیا مین گھر سب سے پہلا خدا کا ۔ خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل مین مشیت نے تھا جسکو تاکا ۔ کہ اس گھر[2] سے ابلے گا چشمہ ہدا کا
وہ تیرتھ تھا اک بت پرستونکا گویا ۔ جہان نام حق کا نہ تھا کوئی جویا

قبیلہ قبیلہ کا بت اک جدا تھا ۔ کسی کا ہبل[3] تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزّیٰ پہ وہ نائلہ پر فدا تھا ۔ اِسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا
نہان ابر ظلمت مین تھا مہر انور ۔ اندھیرا تھا فاران[4] کی چوٹیون پر

(۱) صابئین کا فرقہ ستارون کو بھی پوجتا تھا اور آگ کی بھی تعظیم کرتا تھا عیسائی تثلیث کے قایل تھے عیسائی درویش جو پہاڑون اور جنگلون مین رہتے تھے اور دنیا کی لذتین ترک کردیتے تھے وہ راہب کہلاتے تھے جو لوگ علم غیب کا دعوی کرتے تھے اور زمانۂ آیندہ کی خبرین دیکر لوگون کو فریفتہ کرتے تھے وہ کاہن کہلاتے تھے یہ سب فرقے جزیرہ نمائے عرب مین جمع تھے۔

(۲) اس گھر سے مراد خانۂ کعبہ ہے جو کہ بنائے حضرت سلیمانؑ یعنی بیت المقدس سے نوسو پچانوے برس پہلے اور حضرت عیسیٰؑ کی ولادت سے دو ہزار برس پہلے تعمیر ہوا تھا۔

(۳) ہبل۔ صفا۔ عزّیٰ۔ نائلہ۔ چار ون بتون کے نام ہین انکے سوا۔ لات اور منات اور اساف وغیرہ اور بہت سے بت تھے اور ہر ایک بت کسی خاص قبیلہ کے ساتھ مخصوص تھا۔

(۴) فاران سے طور مکہ کا پہاڑ ہے۔ اس شعر مین اوس بشارت کی طرف اشارہ ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی بابت حضرت موسیٰؑ نے توریت مین اور حبقوق نبی نے اپنی کتاب مین دی ہے۔ اس بشارت کے اردو ترجمہ کے لفظ یہ ہین کہ "خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران کی پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اوسکے داہنے ہاتھ مین شریعت روشن اور لشکر ملائکہ کے ساتھ آیا" توریت کتاب پنجم باب ۳۳-۲ "وہ آئے گا اللہ جنوب سے اور قدوس فاران کی پہاڑ سے۔ آسمانکو جمال سے چھپا دیا اوسکی ستایش سے زمین بھر گئی"، کتاب حبقوق باب ۳-۳۔

چلن اُنکے جتنے تھے سب وحشیانہ
ہر اک لوٹ اور مار مین تھا یگانہ
فسادون مین کٹتا تھا اُنکا زمانہ
نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت مین چالاک ایسے
درندے ہون جنگل مین بیباک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے
سُلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس مین لڑ بیٹھتے تھے
تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر وان شرارا
تو اُس سے بھڑک اُٹھتا تھا ملک سارا

وہ بکر اور تغلب(۱) کی باہم لڑائی
صدی جسمین آدھی اُنھون نے گنوائی
قبیلون کی کر دی تھی جسنے صفائی
تھی اک آگ ہر سو عرب مین لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ اک اونکی جہالت کا تھا وہ

اِسی طرح اک اور خون ریز بیدا
عرب مین لقب حرب(۲) داحس ہی جسکا
رہا ایک مدت تک آپس مین برپا
بہا خون کا ہر طرف جسمین دریا
سبب اسکا لکھا ہی یہ اصمعی(۳) نے
کہ گھوڑ دوڑ مین چیند کی تھی کسی نے

(۱) یہ لڑائی جاہلیت کے اشعار مین حرب بسوس کے نام سے مذکور ہی۔ بنیاد اوسکی یہ تھی کہ ایک شخص کا اونٹ کھیت مین چلا گیا۔ کھیت والی عورت نے اوسے مارا۔ اونٹ والے نے عورت کی چھاتی کاٹ ڈالی اس بات پر ۴۹۴ع سے ۵۳۴ع تک برابر لڑائی رہی۔ اول یہ لڑائی بنی بکر اور بنی تغلب مین ہونی شروع ہوئی۔ مگر رفتہ رفتہ تمام عرب کے قبیلے اوسمین شریک ہو گئے اور ابتدا سے آخر تک ستر ہزار آدمی مارا گیا۔

(۲) یہ لڑائی ۵۶۸ع سے ۶۳۱ع تک جاری رہی۔ داحس ایک گھوڑا تھا۔ گھوڑ دوڑ مین وہ آگے بڑھا چاہتا تھا ایک شخص نے بڑھکر اوسے بدکا دیا۔ اتنی بات پر ایسا رن پڑا کہ قبیلے کے قبیلے کٹ مرے۔ اس لڑائی کا خاتمہ بالکل اوس وقت ہوا جب بعض قبیلے اسلام لائے

(۳) اصمعی سے زمانۂ جاہلیت کے اکثر قصے منقول ہین۔

ولادت آنحضرت صلعم

کہین تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا
کہین پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہین آنے جانے پہ جھگڑا
کہین پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
یون ہی روز ہوتی تھی تکرار ان مین
یون ہی چلتی رہتی تھی تلوار ان مین

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر مین دختر
تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور
کہین زندہ گاڑ آتی تھی اوسکو جاکر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

جوا اونکی دن رات کی دل لگی تھی
شراب اونکی گھٹی مین گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی
غرض ہر طرح اونکی حالت بری تھی
بہت اسطرح گذری تھین انکو صدیان
کہ چھائی ہوئی نیکیون پر تھین بدیان

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت
بڑھا جانب بوقبیس(1) ابر رحمت
ادا خاک بطحا(2) نے کی وہ ودیعت
چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت
ہوئی پہلوے آمنہ(3) سے ہویدا
دعائے خلیل(4) اور نوید مسیحا

(1) یہ پہاڑ مکہ معظمہ سے جانب مشرق واقع ہے۔ مکہ اسکے نیچے عرب کی جانب آباد ہے۔

(2) بطحائے مکہ ایک مقام مکہ اور منے کے درمیان واقع ہے مگر بطحا کا اطلاق عموماً ارض مکہ پر کیا جاتا ہے بطحا عربی مین اوس زمین کو کہتے ہین جسمین سنگریزے کثرت سے ہون۔

(3) آمنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدۂ ماجدہ کا نام ہے۔

(4) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین اپنے دادا ابراہیم کی دعا اور اپنے بھائی عیسیٰ کی بشارت ہون۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ نے جیسا کہ سورۂ بقر کے رکوع ۱۵ مین مذکور ہے دعا کی تھی۔ کہ الٰہی مکہ والون مین ایک نبی اونھین مین سے مبعوث کر اور حضرت عیسیٰؑ نے جیسا کہ سورۂ صف کے پہلے رکوع مین اور انجیل یوحنا کے سولھوین باب مین ہے اپنی قوم کو بشارت دی تھی کہ میرے بعد ایک نبی آوے گا جسکا نام فارقلیط یعنے (احمد) ہوگا۔

بعثت خاتم النبیین

ہوئے محو عالم سے آثار ظلمت ۔ کہ طالع ہوا ماہ برج سعادت
نہ چھٹکی مگر چاندنی ایک مدت ۔ کہ تھا ابر مین ماہتاب رسالت
یہ چالیسواں سال لطف خدا سے ۔ کیا چاند نے کھیت غار حرا سے (۱)

وہ نبیون مین رحمت لقب پانیوالا ۔ مرادین غریبون کی بر لانیوالا
مصیبت مین غیرونکی کام آنیوالا ۔ وہ اپنے پرائے کا غم کھانیوالا
فقیرون کا ملجا ضعیفون کا ماویٰ ۔ یتیمون کا والی غلامون کا مولیٰ

خطا کار سے درگذر کرنے والا ۔ بد اندیش کے دل مین گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا ۔ قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اوتر کر حرا سے سوے قوم آیا ۔ اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

(۱۲ نوٹ حسب الحکم نمبر ۵۵ مسنی ولی والک ۱۲)

رسالت کی پہلی تبلیغ

مس خام کو جسنے کندن بنایا ۔ کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جسپہ قرنون سے تھا جہل چھایا ۔ پلٹ دی بس اک آن مین اوسکی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا ۔ ادھر سے اودھر پھر گیا رخ ہوا کا

پڑی کان مین دھات تھی اک نکمی ۔ نہ کچھ قدر تھی اور نہ قیمت تھی جسکی
طبیعت مین جو اوسکی جوہر تھے اصلی ۔ ہوئے سب تھے مٹی مین ملکر وہ مٹی
یہ تھا ثبت علم قضا و قدر مین ۔ کہ بنجائے گی وہ طلا اک نظر مین

(۱) کوہ حرا جو کہ مکۂ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے اوسمین ایک غار ہے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعثت سے پہلے جاکر ذکر و فکر کیا کرتے تھے۔ اسی غار کو غار حرا کہتے ہین۔ سب سے پہلے وحی الٰہی اسی غار مین نازل ہوئی تھی۔

تبلیغ شریعت

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر
تمام اہل مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسب فرمان داور
سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر [1]
یہ فرمایا سب سے کہ "اے آل غالب [2]
سمجھتے ہو تم مجھکو صادق کہ کاذب"

کہا سب نے "قول آج تک کوئی تیرا
کبھی ہمنے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا"
کہا "گر سمجھتے ہو تم مجھکو ایسا
تو باور کروگے اگر مین کہونگا
کہ فوج گران پشت کوہ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمھین گھات پاکر"

کہا "تیری ہر بات کا یان یقین ہے
کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امین ہے"
کہا "گر مری بات یہ دلنشین ہے
تو سن لو خلاف اسمین اصلا نہین ہے
کہ سب قافلہ یان سے ہے جانے والا
ڈرو اوس سے جو وقت ہے آنے والا"

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جسنے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل مین سب کے لگا دی
اک آواز مین سوتی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اوٹھے دشت و جبل نام حق سے

سبق پھر شریعت کا اونکو پڑھایا
حقیقت کا گر اونکو اک اک بتایا
زمانے کے بگڑے ہوؤن کو بنایا
بہت دن کے سوتے ہوؤن کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہان پر
وہ دکھلا دیے ایک پردہ اوٹھا کر

(۱) صفا اور مروہ مکہ مین دو پہاڑیان ہین جنکے بیچ مین حاجیون کو سات بار دوڑنیکا حکم ہے حضرت اسمٰعیلؑ کی والدۂ ماجدہ ہاجرہ پر جب یہان سخت حالت گزری تھی تو وہ قلق اور اضطراب مین اس مقام پر سرگشتہ و پریشان دوڑتی پھرتی تھین - اسی بنا پر مسلمانون کو یہان دوڑنے کا حکم ہوا ہے
(۲) قریش کے اکثر قبائل خصوصاً بنی ہاشم اور بنی امیہ غالب کی اولاد ہین -

ضلالت اہل عالم

کسی کو ازل کا نہ تھا یاد پیمان
بھلائے تھے بندوں نے مالک کے فرمان
زمانے مین تھا دور صہبائے بطلان
مے حق سے محرم نہ تھی بزم دوران
اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک
خم معرفت کا تھا منہ خام اب تک

نہ واقف تھے انسان قضا اور جزا سے
نہ آگاہ تھے مبدا و منتہا سے
لگائی تھی اک اک نے لو ما سوا سے
پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے
یہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا
یہ راعی[1] نے للکار کر جب پکارا

توحید کی تعلیم

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اوسی کے ہین فرمان اطاعت کے لائق
اوسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اوس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اوس کے آگے جھکاؤ

اوسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم
اوسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اوسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم
اوسی کی طلب مین مرو جب مرو تم
مبرا ہے شرکت سے اوسکی خدائی
نہین اوسکے آگے کسیکو بڑائی

خرد اور ادراک رنجور ہین وان
مہ و مہر ادنیٰ سے مزدور ہین وان
جہاندار مغلوب و مقہور ہین وان
نبی اور صدیق[2] مجبور ہین وان
نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی وان
نہ پروا ہے ابرار و احرار کی وان

(۱) راعی بکریان چرانے والا۔ اس لفظ کا اطلاق انبیا پر اکثر کیا گیا ہے۔
(۲) صدیق انبیا پر سب سے پہلے ایمان لانیوالے اور اپنی تمام زندگی راستبازی سے بسر کرنیوالے رہبان عیسائیون کے درویش۔ احبار عیسائیون کے علماء دین۔ ابرار نیک بندے۔ احرار جو لوگ خدا کے سوا سب چیزون سے آزاد اور بے تعلق ہین۔

نصاریٰ[1] نے جس طرح کھایا ہی دھوکا — کہ سمجھے وہ عیسیٰ کو بیٹا خدا کا
مجھے تم سمجھنا نہ زنہار ایسا — مری حد سے رتبہ بڑھانا نہ میرا
سب انسان ہین وان جسطرح سرفگندہ — اسیطرح ہون مین بھی اک اُسکا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم — نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
نہین بندہ ہونے مین کچھ مجھسے کم تم — کہ بیچارگی مین برابر ہین ہم تم
مجھے دی ہی حق نے بس اتنی بزرگی — کہ بندہ بھی ہون اُسکا اور ایلچی بھی[2]

اسی طرح دل اونکا اک اک سے توڑا — ہر اک قبلۂ کج سے منھ اونکا موڑا
کہین ماسوے کا علاقہ نہ چھوڑا — خداوند سے رشتہ بندونکا جوڑا
کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے — دیے سر جھکا اونکے مالک کے آگے

پتا اصل مقصود کا پا گیا جب — نشان گنج دولت کا ہاتھ آگیا جب
محبت سے دل اونکا گرما گیا جب — سمان اونپہ توحید کا چھا گیا جب
سکھائے معیشت کے آداب ان کو — پڑھائے تمدن کے سب باب اُنکو

تعلیم معاش

جتائی اونھین وقت کی قدر و قیمت — دلائی اونھین کام کی حرص و رغبت
کہا چھوڑ دینگے[3] سب آخر رفاقت — ہون فرزند و زن اسمین یا مال و دولت
نہ چھوڑیگا پر ساتھ ہرگز تمھارا — بھلائی مین جو وقت تمنے گذارا

وقت

(۱) اس حدیث کے الفاظ یہ ہین لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ۔
(۲) جیسا کہ قرآن شریف مین ارشاد ہوا ہی "قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ"
(۳) حدیث مین آیا ہی کہ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى مَعَهُ وَاحِدٌ يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ۔

غنیمت[1] ہی صحت علالت سی پہلے
فراغت مشاغل کی کثرت سی پہلے
جوانی بڑھاپے کی زحمت سی پہلے
اقامت مسافر کی رحلت سی پہلے
فقیری سے پہلے غنیمت ہی دولت
جو کرنا ہی کرلو کہ تھوڑی ہی مہلت

یہ کہکر کیا علم پر اونکو شیدا[2]
کہ ہین دور رحمت سی سب اہل دنیا
مگر وہ میان ہے جنکو ہر دم خدا کا
ہے تعلیم کا یا سدا جن مین چرچا
اونھین کے لیے یان ہی نعمت خدا کی
اونھین پر ہی وان جا کی رحمت خدا کی

ہمدردی

سکھائی اونھین نوع انسان پہ شفقت
کہا ہے یہ اسلامیون[3] کی علامت
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہین وہ محبت
شب و روز پہونچاتے ہین اسکو راحت
وہ جو حق سے اپنی لیے چاہتی ہین
وہی ہر بشر کے لیے چاہتی ہین

خدا[4] رحم کرتا نہین اوس بشر پر
نہو درد کی چوٹ جسکے جگر پر
کسی کے گر آفت گزر جاے سر پر
پڑے غم کا سایہ نہ اوس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش برین پر

ہم قوم کی طرفداری و تعصب

ڈرایا تعصب سے اونکو یہ کہکر
کہ زندہ رہا اور مرا جو اسی پر[5]
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر
وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اوسکے یاور
نہین حق سے کچھ اوس محبت کو بہرا
کہ جو تمکو اندھا کرے اور بہرا

ولیس منا من مات علی العصبیة - مشکوٰۃ

(۱) اس حدیث کے لفظ یہ ہین اغتنم خمسا قبل خمس - شبابک قبل هرمک وصحتک قبل سقمک وغناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلک وحیاتک قبل موتک -
(۲) اس حدیث کے لفظ یہ ہین - الا ان الدنیا ملعونة ملعون ما فیها الا ذکر الله وما والاه وعالم او متعلم
(۳) اس حدیث کے لفظ یہ ہین - احسن الی جارک تکن مومنا واحب للناس ما تحب لنفسک تکن مسلما
(۴) یہ دو حدیثون کا ترجمہ ہی - لا یرحم الله من لا یرحم الناس - ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء -
(۵) یہ اس حدیث کا ماحصل ہے - لیس منا من دعا الی العصبیة ولیس منا من قاتل عصبیة

بچایا برائی سے اونکو یہ کہکر — کہ "(۱) طاعت سے ترکِ معاصی ہے بہتر
تورّع کا ہے ذات مین جنکی جوہر — نہونگے کبھی عابداون کے برابر
کرو ذکر اہلِ ورع کا جہان تم — نہ لو عابدون کا کبھی نام وان تم"

کمائی

غریبون کو محنت کی رغبت دلائی — کہ "(۲) بازو سے اپنے کرو تم کمائی
خبر تاکہ لو اوس سے اپنی پرائی — نہ کرنی پڑے تمکو دردر گدائی
طلب سے ہے دنیا کی گر یان یہ نیت — تو چمکوگے وان ماہ کامل کی صورت"

ایضاً — مشورت

امیرون کو تنبیہ کی اس طرح پر — کہ "(۳) ہین تم مین جو اغنیا اور توانگر
اگر اپنے طبقے مین ہون سب سے بہتر — بنی نوع کے ہون مددگار و یاور
نہ کرتے ہون بے مشورت کام ہرگز — اوٹھاتے نہون بیدھڑک گام ہرگز

تو مردون سے آسودہ تر ہے وہ طبقہ — زمانہ مبارک ملے جسکو ایسا
پہ جب اہل دولت ہون اشرار دنیا — نہو عیش مین جنکو اورونکی پروا
نہین اُس زمانہ مین کچھ خیر و برکت — اقامت سے بہتر ہے اُسوقت رحلت"

(۱) یہ اس حدیث کا ماحصل ہے کہ ذُکِرَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم بِعِبَادَۃٍ وَاجْتِہَادٍ وَذُکِرَ اٰخَرُ بِرِعَۃٍ فَقَالَ النَّبِیُّ لَا تَعْدِلُ بِالرِّعَۃِ یَعْنِی الْوَرَعَ۔

(۲) اس حدیث کے الفاظ یہ ہین مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلَالًا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْئَلَۃِ وَسَعْیًا عَلٰی اَھْلِہٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰی جَارِہٖ لَقِیَ اللّٰہَ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَوَجْھُہٗ مِثْلُ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ۔

(۳) اس حدیث کا ماحصل ہے اِذَا کَانَ اُمَرَاؤُکُمْ خِیَارَکُمْ وَاَغْنِیَاؤُکُمْ سُمَحَاءَکُمْ وَاُمُوْرُکُمْ شُوْرٰی بَیْنَکُمْ فَظَھْرُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ بَطْنِھَا وَاِذَا کَانَ اُمَرَاؤُکُمْ شِرَارَکُمْ وَاَغْنِیَاؤُکُمْ بُخَلَاءَکُمْ وَاُمُوْرُکُمْ اِلٰی نِسَاءِکُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ ظَھْرِھَا۔

اخلاق

دیے پھیر دل اونکے مکر و ریا سے
پھرا اونکے سینہ کو صدق و صفا سے
بچایا اونھین کذب سے افترا سے
کیا سرخرو خلق سے اور خدا سے
رہا قول حق مین نہ کچھ باک اونکو
بس اک شوب مین کردیا پاک اونکو

تمدن

کہین حفظ و صحت کے آئین سکھائے
سفر کے کہین شوق اونکو دلائے
مفاد اونکو سوداگری کے سوجھائے
اصول اونکو فرماندہی کے بتائے
نشان راہ و منزل کا اک اک دکھایا
بنی نوع کا اونکو رہبر بنایا

اثر تربیت

ہوئی ایسی ـ عادت پہ تعلیم غالب
کہ باطل کے شیدا ہوے حق کے طالب
مناقب سے بدلے گئے سب مثالب
ہوی روح سے بہرہ ور اونکے قالب
جسے راج رَدْ کرچکے تھے وہ پتھر[1]
ہوا جاکے آخر وہ قائم سرے پر

رحلت خاتم المرسلین

جب اُمت کو سب مل چکی حق کی نعمت
ادا کرچکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندونکی حجت
نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا مین جسکی مثالین ہین تھوڑی

سب اسلام کے حکم بردار بندے
سب اسلامیون کے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے
یتیمون کے رانڈون کے غمخوار بندے
رہ کفر و باطل سے بیزار سارے
نشے مین مے حق کے سرشار سارے

جہالت کی رسمین مٹا دینے والے
کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سر احکام دین پر جھکا دینے والے
خدا کے لیے گھر لٹا دینے والے
ہر آفت مین سینہ سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

(۱) یہ اوس پیشین گوئی کی طرف اشارہ ہی جو انجیل متی کے باب ۲۱ مین ہی اور جسکو مسلمان نبی اسمعیل کی حق مین سمجھتے ہیں

اگر اختلاف اون مین باہم دگر تھا — تو بالکل مدار اوسکا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑون مین شر تھا — خلاف آشتی سے خوش آئندہ تر تھا
یہ تھی موج پہلی اوس آزادگی کی — ہرا جس سے ہونے کو تھا باغ گیتی

نہ کھانون مین تھی وان تکلف کی کلفت — نہ پوشش سے مقصود تھی زیب زینت
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت — فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت
لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا — نہ تھا جسمین چھوٹا بڑا کوئی پودا

خلیفہ تھے امت کے ایسے نگہبان — ہو گلہ کا جیسے نگہبان چوپان
سمجھتے تھے ذمی و مسلم کو یکسان — نہ تھا عبد و حر مین تفاوت نمایان
کنیز اور بانو تھین آپس مین ایسی — زمانہ مین ماں جائی بہنین ہون جیسی

رہ حق مین تھی دوڑ اور بھاگ اونکی — فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اونکی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ اونکی — شریعت کے قبضے مین تھی باگ اونکی
جہان کر دیا نرم نرما گئے وہ — جہان کر دیا گرم گرما گئے وہ

کفایت جہان چاہیے وان کفایت — سخاوت جہان چاہیے وان سخاوت
جچی اور تلی دشمنی اور محبت — نہ بے وجہ الفت نہ بے وجہ نفرت
جھکا حق سے جو جھک گئے اوس سے وہ بھی — رکا حق سے جو رک گئے اوس سے وہ بھی

ترقی کا جس دم خیال اونکو آیا — اک اندھیر تھا ربع مسکون مین چھایا
ہر اک قوم پر تھا تنزل کا سایا — بلندی سے تھا جسنے سبکو گرایا
وہ نیشن (۱) جو ہین آج گردون کے تارے — دھندلکے مین پستی کے پنہان تھے سارے

(۱) یعنے یورپ کی قومین نیشن انگریزی مین قوم کو کہتے ہین۔

نہ ہنگامہ تھا گرم عبرانیون[۱] کا
نہ اقبال یاور تھا نصرانیون کا
پراگندہ دفتر تھا یونانیون کا
پریشان تھا شیرازہ ساسانیون کا
جہاز اہل روما کا تھا ڈگمگاتا
چراغ اہل ایران کا تھا ٹمٹماتا

ادھر ہند[۲] مین ہر طرف تھا اندھیرا
کہ تھا گیان گن کا لدایان سے ڈیرا
اودھر تھا عجم کو جہالت نے گھیرا
کہ دل سب نے کیش وکنش سے تھا پھیرا
نہ بھگوان کا دھیان تھا گیانیون مین
نہ یزدان پرستی تھی یزدانیون مین

ہوا ہر طرف موج زن تھی بلا کی
گلون پر چھری چل رہی تھی جفا کی
عقوبت کی حد تھی نہ پرسش خطا کی
پڑی لٹ رہی تھی ودیعت خدا کی
زمین پر تھا ابرِ ستم کا دڑیڑا
تباہی مین تھا نوع انسان کا بیڑا

وہ قومین جو ہین آج غمخوار انسان
درندونکی اور اونکی طینت تھی یکسان
جہان عدل کے آج جاری ہین فرمان
بہت دور پہونچا تھا وان ظلم و طغیان
بنے آج جو گلہ بان ہین ہمارے
وہ تھے بھیڑیے آدمی خوار سارے

(۱) عبرانیون سے مراد یہودی ہین۔ ساسان اسپر دار کی اولاد مین جو بادشاہ ہوے ہین وہ ساسانی کہلاتی ہین۔ روما اٹلی کا بڑا مشہور شہر ہے جو کہ دریاے ٹامبر کے بائین منارے بحیرۂ شام سے سولہ میل کی فاصلہ پر واقع ہے رومیونکی شاہنشاہی کی عہد مین یہی شہر دار السلطنت تھا۔ جہاز کو روما کی ساتھ اور چراغ کو عبدالل یعنے قدماے اہل فارس کے ساتھ جو مناسبت ہے ظاہر ہے۔

(۲) زمانۂ وسطی مین جو کہ حضرت عیسیٰ سے لیکر ۱۵۰۰ سنہ مسیحی تک رہا تقریباً آٹھ سو برس سے تمام یورپ مین تاریکی اور اندھیرا چھایا رہا۔ ظلم اور بد نظمیان اور جہل وضلالت اور بیدیانتی تمام قومون غالب تھی۔ یہی حال ایشیا اور افریقیہ مین تھا۔ اسوقت اسلام کی بدولت صرف عرب نے پرانی دینا کے ہر ایک کھونٹ مین روشنی پھیلائی تھی۔

ہنر کا جہان گرم بازار ہے اب
جہان عقل و دانش کا بیوپار ہے اب
جہان ابر رحمت گہربار ہے اب
جہان ہن برستا لگاتار ہے اب
تمدن کا پیدا نہ تھا وان نشان تک
سمندر کی آئی نہ تھی موج وان تک

نہ رستہ ترقی کا ابتک کھلا تھا
نہ زینہ بلندی پہ کوئی لگا تھا
وہ صحرا انھین قطع کرنا پڑا تھا
جہان نقش پا تھا نہ شور و ندا تھا
جونہی کان مین حق کی آواز آئی
لگا کرنے خود انکا دل رہنمائی

مسلمانون کی ترقیات

گھٹا اک پہاڑون سے بطحا کے اوٹھی
پڑی چار سو یک بیک دھوم جسکی
کڑک اور دمک دور دور اوسکی پہونچی
جو ٹیگس[۱] پہ گرجی تو گنگا پہ برسی
رہے اوس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہو گئی ساری کھیتی خدا کی

نشر توحید

کیا امیون[۲] نے جہان مین اوجالا
ہوا جس سے اسلام کا بول بالا
بتون کو عرب اور عجم سے نکالا
ہر اک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبھالا
زمانے مین پھیلائی توحید مطلق
لگی آنے گھر گھر سے آواز حق حق

ہوا غلغلہ نیکیون کا بدون مین
پڑی کھلبلی کفر کی سرحدون مین
ہوئی آتش افسردہ آتشکدون مین
لگی خاک سی اوڑنے سب معبدون مین
ہوا کعبہ آباد سب گھر اوجڑ کر
جمے ایک جا سارے دنگل بچھڑ کر

(۱) اندلس یعنی اسپین مین ٹیگس سے بڑی کوئی ندی نہین ہے اسکا طول تخمیناً ساڑھے پانچ سو میل ہے ارگون کی حدود سے نکلی ہے اور لسبن مین سمندر سے جا کر ملی ہے۔

(۲) امی اَن پڑھ کو کہتے ہین عرب مین چونکہ قدیم سے تعلیم و تعلم کا رواج نہ تھا اسواسطے وہان کے باشندون کو امی کہا گیا ہے۔

ترقی عرب (۱۰)

یے علم و فن اونسے نصرانیون نے | کیا کسب اخلاق روحانیون(۱) نے
ادب اونسے سیکھا صفاہانیون نے | کہا بڑھ کے لبیک یزدانیون نے
ہر اک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا | کوئی گھر نہ دنیا مین تاریک چھوڑا

احیای علوم

ارسطو(۲) کے مردہ فنون کو جلایا | فلاطون(۳) کو پھر زندہ کرکے دکھایا
ہر اک شہر و قریہ کو یونان بنایا | مزا علم و حکمت کا سبکو چکھایا
کیا برطرف پردہ چشم جہان سے | جگایا زمانے کو خواب گران سے

ہر اک میکدے سے بھرا جا کے ساغر | ہر اک گھاٹ سے آئے سیراب ہوکر
گرے مثل پروانہ ہر روشنی پر | گرہ مین لیا باندھ حکم پیمبر
کہ "حکمت(۴) کو اک گم شدہ لال سمجھو | جہان پاؤ اپنا اوسے مال سمجھو"

طلب علم

ہر اک علم کے فن کے جویا ہوے وہ | ہر اک کام مین سب سے بالا ہوے وہ
فلاحت مین بے مثل و یکتا ہوے وہ | سیاحت مین مشہور دنیا ہوے وہ
(زراعت)
ہر اک ملک مین اونکی پھیلی عمارت | ہر اک قوم نے اونسے سیکھی تجارت

(۱) روحانیون سے وہ لوگ مراد ہین جو طرف روحانی تعلیم کو فرور جانتی ہین یزدانیون سے مجوسی لوگ مراد ہین

(۲) ارسطو یونان کے نہایت مشہور حکیمون سے ہے سکندر اعظم کا استاد اور فلاطون کا شاگرد تھا۔ حضرت عیسےٰؑ سے تین سو بائیس برس پہلے تریسٹھ برس کی عمر مین مرا۔

(۳) افلاطون ایتھنز دار الخلافہ یونان کا رہنے والا سقراط کا شاگرد تھا۔ یہ بھی نہایت مشہور حکیم تھا اکیاسی برس کی عمر مین حضرت عیسیٰؑ سے تین سو اڑتالیس برس پہلے مرا۔

(۴) یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ اَلحِکمَۃُ ضَالَّۃُ المُؤمِنِ فَحَیثُ وَجَدَہَا فَہُوَ اَحَقُّ بِہَا

کیا جا کے آباد ہر ملک ویران
مہیّا کیے سبکی راحت کے سامان
خطرناک تھے جو پہاڑ اور بیابان
اونھین کر دیا رشکِ صحنِ گلستان
بہار اب جو دنیا مین آئی ہوئی ہی
یہ سب پود اونھین کی لگائی ہوئی ہی

یہ ہموار سڑکین یہ راہین مصفّا (۱)
دو طرفہ برابر درختون کا سایا
نشان جابجا میل و فرسنگ کے برپا
سرِ رہ کنوین اور سرائین مہیّا
اونھین کے ہین سب یہ چربے اتارے
اوسی قافلہ کے نشان ہین یہ سارے

سدا اونکو مرغوب سیر و سفر تھا
ہر اک برّ اعظم (۲) مین اونکا گذر تھا
تمام اونکا چھانا ہوا بحر و بر تھا
جو لنکا مین ڈیرا تو بربر (۳) مین گھر تھا
وہ گنتے تھے یکسان وطن اور سفر کو
گھر اپنا سمجھتے تھے ہر دشت و در کو

جہان کو ہی یاد اونکی رفتار اب تک
کہ نقشِ قدم ہین نمودار اب تک
ملایا مین ہین اونکے آثار اب تک
اونھین رو رہا ہے ملیبار (۴) اب تک
ہمالہ کو ہین واقعات اونکے ازبر
نشان اونکے باقی ہین جبرالٹر پر

(۱) شیرشاہ نے پانچ برس کی سلطنت مین ایک سڑک بنوائی جو چار مہینے کے رستہ مین پھیلی ہوئی تھی۔ اس سڑک پر سات سات کوس کے فاصلے سے ایک پختہ سرا بنوائی۔ لب سڑک جابجا کنوین اور مسجدین بنوائین۔ ہر مسجد مین امام اور موذن مقرر کیا۔ ہر سرا مین مسلمان اور ہندو آدمی نوکر رکھے تاکہ سب کو آرام ملے سڑک کے دونون طرف درخت لگوا دیے کوس کوس بھر پر ایک ایک منارہ بنوایا جس سے راستہ کا اندازہ ہو۔

(۲) یعنے جتنے برِّ اعظم اوس وقت تک انسان کو معلوم تھے آیشیا یورپ افریقہ سب مین عرب کا گذر تھا

(۳) افریقہ مین جو ایک صحرا تین ہزار میل لمبا ہے اوسکے شمالی ملک کو بربر کہتے ہین۔

(۴) ہندوستان کی مغربی ساحل پر جو ملک ہی اوسی ملیبار کہتے ہین۔ اور سیون اور ملیبار مین اب تک عرب کی نسل موجود ہی۔ جبرالٹر کو عرب جبل طارق اور جبل الفتح کہتے ہین۔ ابو عبدالرحمن موسی بن نصیر نے جب اپنے غلام طارق کو اندلس کی مہم پر بھیجا تو وہ اول اسی پہاڑ پر پہونچا تھا گویا فتح اندلس کا دروازہ تھا اسی لیے اسکے یہ دونون نام رکھے گئے۔

آثار رفتگان دیار اسلام

نہین اِس طبق[1] پر کوئی برّ اعظم
عرب۔ ہند۔ مصر۔ اندلس۔ شام۔ دیلم
سرِ کوہ آدم سے تا کوہ بیضا
ملے گا جہان جاؤ گے کھوج انکا

نہون جس مین اونکی عمارات محکم
بناؤن سے ہے اونکی معمور عالم

وہ سنگین محل اور وہ اونکی صفائی
وہ مرقد کہ گنبد تھے جنکے طلائی
زمانے نے گو اونکی برکت اوٹھالی

جمی جنکی کھنڈرون پہ ہے آج کائی
وہ معبد جہان جلوہ گر تھی خدائی
نہین کوئی ویرانہ پر اونسے خالی

خلافت اندلس

ہوا اندلس[2] اونسے گلزار یکسر
جو چاہے کوئی دیکھ لے آج جاکر
کہ تھی آل عدنان سے میزبانی

جہان اونکے آثار باقی ہین اکثر
یہ ہے بیت حمرا کی گویا زبان پر
مین ہون اس زمین پر عرب کی نشانی

(۱) اس طبق کا اشارہ زمین کے نصف کرہ علیا کی طرف ہے جس مین ہم موجود ہین۔ دیلم گیلان کے پاس ایک پہاڑی ملک بحیرہ کیسپین کے جنوب مین واقع ہے۔ پہلے یہ دونون ملک ایران کی حدود مین شامل تھے اب روس کے ماتحت ہین۔ لنکا مین جو سلسلہ پہاڑون کا ہے اُس مین سب سے اونچی چوٹی قلہ آدم یا کوہ آدم ہے۔ کوہ بیضا اندلس مین جسکو اہل یورپ سیرا نیوادا کہتے ہین چونکہ اسکی چوٹی برف سے سفید رہتی ہے اسلیے عرب اُسکو قلہ بیضا کہتے تھے اور اس کا قدیم نام سرا ہے۔

(۲) اندلس یعنے اسپین مین سات سو برس تک عیسائی قوم مسلمانون کی محکوم رہی۔ یہ عمارت شہر گرینڈا مین جسکو عرب غرناطہ کہتے تھے اہل اسلام کی بڑی یادگار ہے۔ خلفاے بنی اُمیہ سے دوسرے خلیفہ کے عہد مین تیار ہوئی تھی اور اٹھارھوین خلیفہ کے عہد مین اہل اسپین نے مسلمانون سے چھین لی۔ بنی اُمیہ اور بنی ہاشم سب عدنان کی اولاد ہین اسی لیے خلفاے اندلس کو جو کہ بنی اُمیہ تھے آل عدنان کہا گیا ہے۔

خلافت بغداد

ہویدا ہے غرناطہ(۱) سے شوکت اونکی | عیان ہے بلنسیہ سے قدرت اونکی
بطلیوس کو یاد ہے عظمت اونکی | ٹپکتی ہے قاوس مین سے حسرت اونکی
نصیب انکا اشبیلیہ مین ہے سوتا | شب و روز ہے قرطبہ اونکو روتا

کوئی قرطبہ کے کھنڈر جاکے دیکھے | مساجد کے محراب و در جاکے دیکھے
حجازی امیرون کے گھر جاکے دیکھے | خلافت کو زیر و زبر جاکے دیکھے
جلال انکا کھنڈرون مین ہے یون چمکتا | کہ ہو خاک مین جیسے کندن دمکتا

وہ بلدہ(۲) کہ فخر بلاد جہان تھا | تر و خشک پر جسکا سکہ روان تھا
گرا جسمین عباسیون کا نشان تھا | عراق عرب جس سے رشک جنان تھا
اڑا لیگئی باد پندار جسکو | بہا لیگئی سیل تاتار جسکو

(۱) غرناطہ (گرینڈا) اندلس مین نہایت خوش سواد اور خوش اسلوب شہر ہے اندلس کا ایک صوبہ جسمین غرناطہ ہے اسی نام سے مشہور ہے۔ ابو علی عمرو بن محمد شلوبینی امام نحو اسی صوبہ کا رہنے والا ہے۔ بلنسیہ (ولنسیہ) اندلس کے شرقی حصہ مین ایک نہایت عمدہ شہر ہے جسکا سواد باغون اور نہرون سے مالامال ہے بطلیوس (بدجوز) قرطبہ کے شمال مغرب مین چھ دن کے فاصلہ پر بہت بڑا شہر ہے اسمین متوکل بن عمر افطس نے نہایت عالیشان عمارتین بنائی تھین ابن عبدون نے اسکی یاد مین بہت حسرتناک شعر لکھے ہین۔ قادس جسکو انگریزی مین کیڈس بولتے ہین اندلس مین ایک چھوٹا سا جزیرہ بارہ میل لنبا خلیج نفاق (بے آف کیڈس) کے متصل واقع ہے اشبیلیہ (سویل) اندلس کی دار الخلافت مین سے ہے اور قرطبہ سے چار دن کے فاصلہ پر واقع ہے قرطبہ (کارڈووا) اندلس کا نہایت نامی اور بہت بڑا شہر ہے اسکی فصیل پتھر کی ہے اسمین سولہ سو مسجدین اور نو سو حمام اور پچاس شفاخانے اور اتنی مدرسے خلفاے امیہ کے عہد مین تھے ناصر اموی نے اسکے غرب مین ایک شہر بالاے کوہ آباد کیا تھا جسکا نام زہرا تھا اور جسکا ذکر سید یحیی قرطبی نے اپنے مرثیہ مین کیا ہے

(۲) اس سے مراد بغداد ہے جو ۱۳۲ھ سے ۶۵۶ھ تک عباسیون کا دار الخلافت رہا۔ یہ شہر عراق عرب مین دجلہ کے دونون کنارون پر آباد ہے غربی کنارے کی آبادی کو کرخ کہتے ہین اور شرقی کو عسکر مہدی اور رصافہ۔ عراق عرب وہ ملک ہے جسکے غرب مین زمین جزیرہ (ما بین دجلہ و فرات) اور شرق مین بلاد کوہستان یعنے عراق عجم ہے اسکے مشہور شہر قادسیہ۔ کوفہ۔ بغداد۔ مدائن۔ بابل۔ نہروان۔ واسط۔ بصرہ وغیرہ ہین۔

اسے سنتے گوش عبرت سے گر جا کے انسان — تو واں ذرہ ذرہ یہ کرتا ہے اعلان
کہ تھا جن دنوں مہر اسلام تابان — ہوا یان کی تھی زندگی بخش دوران
بڑی خاک اتھنز (۱) مین جان یہین سے — ہوا زندہ پھر نام یونان یہین سے

وہ لقمان (۲) و سقراط کے دُرّ مکنون — وہ اسرار بقراط و درسِ فلاطون
ارسطو کی تعلیم سولن کے قانون — پڑے تھے کسی قبر کہنہ مین مدفون
یہین آکے مُہر سکوت انکی ٹوٹی — اسی باغ رعنا سے بو انکی پھوٹی

یہ تھا علم پر وان توجہ کا عالم — کہ ہو جیسے مجروح جویاے مرہم
کسی طرح پیاس انکی ہوتی نہ تھی کم — بجھاتا تھا آگ انکی باران نہ شبنم
حریم خلافت مین اونٹو نپہ لدکر — چلے آتے تھے مصر و یونان کے دفتر

(۱) یہ شہر قدیم سے یونان کا دار الحکومت ہے۔ یونان کے بڑے بڑے حکیم اور مقنن اسی شہر کے تھے اسلیواسطے عرب اسکو مدینۃ الحکما کہتے ہین۔ خلفاے عباسیہ نے نہ صرف یونان ہی کا نام زندہ نہین کیا بلکہ انکے عہد مین رومی فارسی سنسکرت سریانی وغیرہ کے بے شمار ترجمے عربی زبان مین ہوے ابو جعفر منصور نے ایلچی بھیجکر قیصر روم سے کتب حکمیہ کی نقلین اور ترجمے منگائے۔ تحریر اقلیدس مجسطی اور کلیلہ دمنہ کا ترجمہ کرایا۔ رشید نے اکثر علوم مین بڑی بڑی کتابین لکھوائین۔ مامون نے جزیرہ قبرس سے یونانی فلسفہ کی بہت سی کتابین بہم پہونچائین اور یوروپ مین جہان کہین کتابون کا پتا لگا وہان سے طلب کین۔

(۲) لقمان ایک نامی فصیح و بلیغ ہے جو حضرت عیسیٰ سے تقریباً چھ سو برس پہلے یونان مین ہوا ہے اسکی کہانیان جنکو عرب امثال لقمان کہتے ہین بیسون زبانون مین ترجمہ ہوئی ہین۔ یورپ کے مورخ کہتے ہین کہ یہی کہانیان ہین جنھون نے وحشیون کو شائستہ اور ظالمونکو رحم دل اور سرکشونکو فرمانبردار بنایا ہے آخر مقام ڈلفی مین اسپر للہی کا الزام لگایا گیا اور پہاڑ پر سے نیچے گرا کر مارا گیا۔ سقراط اتھنز کا رہنے والا نہایت مشہور حکیم اور نوع انسان کا رہنما اور خیر خواہ ہوا ہے اسکے وعظ اور نصیحت کی تمام یونان مین دھوم تھی۔ لوگون نے اسکے اقوال نہایت سعی و کوشش سے جمع کیے۔ حضرت عیسیٰ سے چار سو برس پہلے اسکو زہر دیا گیا اور اسی مین وفات پائی۔ سولن بھی اتھنز کا رہنے والا تھا۔ یہ اور لائی کرگس یونان کے مشہور مقنن ہین۔

وہ تارے جو تھے شرق مین لمعہ افگن | یہ تھا اونکی کرنون سے تا غرب روشن
نوشتون سے ہین جنکی اب تک مزین | کتب خانۂ پیرس و روم و لندن
پڑا غلغلہ جنکا تھا کشورون مین | وہ سوتے ہین بغداد کے مقبرون مین

وہ سنجار(۱) کا اور کوفہ کا میدان | فراہم ہوئے جسمین مساح دوران
کرہ کی مساحت کے پھیلائے سامان | ہوئی جزو سے قدر کل کی نمایان
زمانہ وہان آج تک نوحہ گر ہے | کہ عباسیون کی سبھا وہ کدھر ہے

سمرقند(۲) سے اندلس تک سراسر | انھین کی رصدگاہین تھین جلوہ گستر
سواد مراغہ مین اور قاسیون پر | زمین سے صدا آرہی ہے برابر
کہ جنکی رصد کے یہ باقی نشان ہین | وہ اسلامیون کے منجم کہان ہین

(۱) زمین جزیرہ (مابین دجلہ و فرات) مین جو سرزمین دیار ربیعہ کے نام سے مشہور ہی سنجار اوسکا ایک قدیم مشہور شہر ہی۔ یہان ایک بہت بڑا کف دست میدان ہی جسکو عرب بریہ کہتے ہین ایک بار اس میدان مین اور دوسری بار کوفہ کے میدان مین مامون رشید کے حکم سے مہندس لوگ جمع ہوئے اور کرۂ ارض کے ایک درجہ دائرۂ عظمیہ کی پیمائش کی اور محیط کرہ کو چوبیس ہزار میل مشخص کیا موسی بن شاکر کے چارون بیٹے ابوجعفر محمد۔ احمد۔ حسین۔ جنکی کتاب حیل بنی موسیٰ مشہور ہے اس کام پر بھیجے گئے تھے۔

(۲) سمرقند اور اندلس کی رصدگاہون کے کھنڈر اب تک موجود ہین۔ مراغہ آذربایجان مین مروان ابن محمد کا آباد کیا ہوا شہر ہی اس شہر کے باہر ایک بلندی پر ہلاکو خان نے اپنے عہد مین خواجہ نصیرالدین طوسی وغیرہ سے ایک رصدگاہ بنوائی تھی۔ قاسیون دمشق کے شمال مین ایک پہاڑ ہی۔ مشہور ہی کہ قابیل نے ہابیل کو یہین قتل کیا تھا۔ مامون رشید نے سنہ ۲۱۵ ہجری مین قاسیون اور بغداد مین خالد بن عبدالملک وغیرہ سے رصدگاہین بنوانی شروع کی تھین سنہ ۲۱۸ھ مین جب وہ مرگیا تو وہ رصدین ناتمام چھوڑ دی گئین پھر شرف الدولہ بن عضدالدولہ نے بغداد مین ویجن بن وستم کوہی وغیرہ سے رصد بنوائی۔

یورپ

مورخ (۱) ہین جو آج تحقیق والے | تفحص کے ہین جنکے آئین نرالے
جنھون نے ہین عالم کے دفتر کھنگالے | زمین کے طبق سر بسر چھان ڈالے
عرب ہی نے دل اونکے جا کر ابھارے | عرب ہی سے وہ بھرنے سیکھے ترارے

اندھیرا تواریخ پر چھا رہا تھا | ستارہ روایت کا گہنا رہا تھا
درایت کے سورج پہ ابر آرہا تھا | شہادت کا میدان دھندلا رہا تھا
اسیرہ چراغ اک عرب نے جلایا | ہر اک قافلہ کا نشان جس سے پایا

محدثین

گروہ (۲) ایک جویا تھا علم نبیؐ کا | لگایا پتا جسنے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا | کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کیے جرحؑ و تعدیل کے وضع قانون | نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسون

(۱) یعنے اہل یوروپ جو آج علم تاریخ مین تمام عالم پر فائق ہین اور جنھون نے علم لسان اور علم جیولوجی اور مختلف قومون کی قدیمی مذہبی کتابون سے زمانۂ قدیم کے حالات استخراج کیے ہین اس فن مین اونکے اقرار کے موافق اونکے اُستاد عرب ہی تھے۔

افسوس ہے کہ عرب کی تاریخی کتابین مسلمانون مین نہین پائی جاتین بلکہ انگلستان۔ جرمن فرانس اور روم کے کتب خانون مین دفتر کے دفتر موجود ہین۔ ابو راشد۔ حاجی خلفہ ابن بطوطہ۔ ابن الاثیر محریطی۔ مسعودی۔ طبری۔ حمزہ۔ اصفہانی وغیرہ وغیرہ انمین سے ایک کی کتاب بھی ہمنے کبھی نہین دیکھی مگر یہ سب بے بہا نسخے یوروپ کے کتب خانون مین جا بجا موجود ہین۔

(۲) اس گروہ سے مراد محدثین اہل اسلام ہین۔ جرحؑ محدثین کی اصطلاح مین کسی راوی کو بے پروایا بدحافظہ یا جھوٹا یا جعل ساز وغیرہ ثابت کرنا ہے اور تعدیل کسی راوی کو مقبول یا قوی الحفظ یا سچا یا معتمد علیہ وغیرہ ٹھہرانا۔

اسی دھن میں آسان کیا ہر سفر کو ؎ اسی شوق میں طے کیا بحر و بر کو
سنا خازن علم دین جس بشر کو ؎ لیا اوس سے جاکر خبر اور اثر کو (۱)
پھر آپ اوسکو پرکھا کسوٹی پہ رکھ کر ؎ دیا اور کو خود مزا اوسکا چکھ کر

کیا فاش راوی میں جو عیب پایا ؎ مناقب (۲) کو چھانا مثالب کو تایا
مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا ؎ ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا
طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا ؎ نہ ملا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

رجال (۳) اور اسانید کے جو ہیں دفتر ؎ گواہ اونکی آزادگی کے ہیں یکسر
نہ تھا اونکا احسان یہ اک اہل دین پر ؎ وہ تھے اسمین ہر قوم و ملت کے رہبر
لبرٹی (ع) میں جو آج فائق ہیں سب سے ؎ بتائیں کہ لبرل بنے ہیں وہ کب سے

(۱) خبر اور اثر حدیث کی قسمین ہین۔

(۲) مناقب خوبیان۔ مثالب عیوب۔ محدثین نے راویون کے حالات بیان کرنے مین انصاف اور آزادی کا پورا پورا حق ادا کیا ہی۔ اگر بڑے پرہیزگارون مین کوئی واقعی عیب دیکھا اوسنے ظاہر کردیا اور اگر فاسقون مین کوئی خوبی پائی اوسے اخفا نہین کیا یہ طریقہ بھی اہل یورپ نے عرب ہی سے سیکھا۔

(۳) رجال سے مراد علم رجال ہی جسمین عالمون اور حدیث کے راویون کا حال نہایت صحت سے لکھا گیا ہی اور اسانید سے مراد علم حدیث ہی جسمین متن حدیث کے ساتھ ایک ایک راوی کا ذکر کیا گیا ہی ڈاکٹر اسپرنگر صاحب نے لکھا ہی کہ "علم رجال پر مسلمان جتنا فخر کرین بجا ہی نہ ایسی کوئی قوم گذری اور نہ اب ہی جسنے مسلمانون کیطرح بارہ سو برس تک علما کے حالات زندگی لکھے ہون ہمکو پانچ لاکھ مشہور عالمون کا تذکرہ انکی کتابون سے ملسکتا ہے۔"

(ع) لبرٹی انگریزی مین آزادی کو اور لبرل آزاد کو کہتے ہین۔

فصاحت کے دفتر تھے سب گاؤ خوردہ — بلاغت کے رستے تھے سب ناسپردہ
ادھر روم کی شمع انشا تھی مُردہ — ادھر آتشِ پارسی تھی فسردہ
یکایک(۱) جو برق آکے چمکی عرب کی — کھلی کی کھلی رہ گئی آنکھ سب کی

عرب کی جو دیکھی وہ آتش زبانی — سُنی برمحل۔ انکی شیوا بیانی
وہ اشعار کی دل مین ریشہ دوانی — وہ خطبون کی مانند دریا روانی
وہ جادو کی جملے وہ فقرے فسون کے — تو سمجھے کہ گویا ہم اب تک تھے گونگے

سلیقہ کسی کو نہ تھا مدح و ذم کا — نہ ڈھب یاد تھا شرح شادی و غم کا
نہ انداز تلقین وعظ و حکم کا — خزانہ تھا مدفون زبان اور قلم کا
نوا سنجیان اونسے سیکھی ہین سب نے — زبان کھولدی سبکی نطقِ عرب نے

زمانہ مین پھیلی طب انکی بدولت — ہوئی بہرہ ور جس سے ہر قوم و ملت
نہ صرف ایک مشرق مین تھی اونکی شہرت — مسلم تھی مغرب تک اونکی حذاقت
سلرنو(۲) مین جو ایک نامی مطب تھا — وہ مغرب مین عطارِ مشکِ عرب تھا

(۱) فصاحت بلاغت عرب کا ذاتی جوہر تھا معرکۂ جنگ مین انکی تقریرون سے مبارزون کے دل بڑھتے تھے اور مخالفون کے جی چھوٹ جاتے تھے۔ انھین کی زبانین تھین جو لڑائیون مین تیروسنان کا کام دیتی تھین - جان ڈیون پورٹ نے لکھا ہے کہ "عرب کی علم ادب نے روم اور یونان کے علم ادب مین ازسرنو جان ڈالی تھی" اور نیشنل ٹرینسلیشن کمیٹی کی پہلی تجویز مین اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ "فن ادب اور خصوصاً قصص و حکایات مین کوئی عرب سے بڑھکر نہین ہوا" اہل یورپ کے ہان جواب اسپیچ کا دستور ہے جو کہ عام جلسون اور قومی مجمعون مین اور لڑائی وغیرہ کے موقعون پر کیجاتی ہے غالباً اندلس کے مسلمانون سے اونکے ہان پہونچی ہے۔

(۲) سلرنو میلپس صوبہ اٹلی کا مشہور شہر ہے - وہان مسلمانون کا ایک نامی گرامی مدرسہ تھا جسمین طب کی علمی و عملی تعلیم ہوتی تھی اور تمام یورپ سے لوگ طب سیکھنے کو یہان آتی تھی (رسالہ کوس موس مصنفہ ہمبرٹ جلد ۲)

ابو بکر رازی(۱) - علی ابن عیسیٰ | حکیم گرامی حسینؑ ابن سینا
حُنینؑ ابن اسحٰق قسیس دانا | ضیاءؒ ابن بیطار راس الاطبا
انھیں کے ہیں مشرق میں سب نام لیوا
انھیں سے ہوا پار مغرب کا کھیوا

عرب کے علوم

غرض فن ہیں جو مایۂ دین و دولت | طبیعی الٰہی ریاضی و حکمت
طب اور کیمیا ہندسہ اور ہیئت | سیاحت تجارت عمارت فلاحت
لگاؤ گے کھوج انکا جا کر جہاں تم
نشان انکے قدموں کے پاؤ گے واں تم

عرب کا فیضان

ہوا گو کہ پامال بستان عرب کا | مگر اک جہاں ہے غزلخوان عرب کا(۲)
ہرا کر گیا سب کو باران عرب کا | سپید و سیہ پر ہے احسان عرب کا
وہ قومیں جو ہیں آج سرتاج سبکی
کنونڈی رہیں گی ہمیشہ عرب کی

(۱) اسکی تصنیفات ۱۱۳ ضبط کیگئی ہیں جنمیں سے اکثر طب میں ہیں۔ اول رے میں اور پھر بغداد میں مدتوں علاج کیا اور آخر میں اندھا ہو گیا۔ ۳۰۲ ہجری میں وفات پائی۔ علیؑ بن عیسیٰ کو چیمبرز انسائکلو پیڈیا میں نہایت نامی اطبا اسلام میں سے شمار کیا ہے۔ ابو علیؑ الحسین کا قانون صدہا برس تک یورپ کے مدرسوں میں پڑھا گیا ہے۔ اسکی تصنیفات مختلف علوم میں چالیس سے قریب شمار کی گئی ہیں جنمیں سے کتابت حاصل محصول کی ہے۔ شفا کی ۱۸ اور قانون کی ۱۴ کتاب لا انصاف کی ۲۰ لسان عرب کی ۱۰ جلدیں نہایت ضخیم ہیں ۴۲۸ ہجری میں اٹھاون برس کی عمر میں مرا اور ہمدان میں مدفون ہوا۔ حنینؑ عبادان کا رہنے والا عیسائی مذہب بہت بڑا نامی طبیب ہے چونکہ اپنے خلفای عباسیہ کے یہاں نشو و نما پائی تھی اور متوکل کے عہد میں سررشتۂ ترجمہ کا افسر بھی تھا اور اسکا وطن بھی عراق عرب تھا اسلیے حکمای اسلام میں شمار کیا گیا ہے۔ ضیاء الدینؒ ابن بیطار اندلسی علم نباتات میں بے مثل دیکھا گیا۔ نباتات کی تحقیقات میں دور دور کے سفر کیے ادویۂ مفردہ کے بیان میں اکثر کتابوں کا ماخذ اسکی تصنیفات ہیں مصر کے تمام حکیم اسکو اپنا پیشوا جانتے تھے ۶۴۶ میں وفات پائی۔

(۲) یورپ کے نامی مورخ مثل اڈورڈ گبن۔ ہنری ٹوئیمیں۔ ڈاکٹر ہیلی۔ سیڈ لو۔ فرانسیسی سکندر ہمبلٹ وغیرہ وغیرہ اس بات کے معترف ہیں کہ ہمارے فضل و کمال کا سرچشمہ عرب تھا۔

تنزل اہل اسلام

رہے جبتک ارکان اسلام برپا
چلن اہل دین کا رہا سیدھا سادا
رہا میل سے شہد صافی مصفا
رہی کھوٹ سے سیم خالص مبرا
نہ تھا کوئی اسلام کا مرد میدان
علم ایک تھا شش جہت مین درخشان

پہ گدلا ہوا جبکہ چشمہ صفا کا
گیا چھوٹ سر رشتہ دین ہدا کا
رہا سر پہ باقی نہ سایہ ہما کا
وہ پورا ہوا عہد تھا جو خدا کا
کہ دہینے[1] بگاڑا نہین کوئی اب تک
وہ بگڑا نہین آپ دنیا مین جبتک

برے اُنپہ وقت آکے پڑنے لگے اب
وہ دنیا مین بسکر اُجڑنے لگے اب
بھرے اُنکے میلے بچھڑنے لگے اب
بنے تھے وہ جیسے بگڑنے لگے اب
ہری کھیتیان جل گئین لہلہا کر
گھٹا کھل گئی سارے عالم مین چھا کر

نہ ثروت رہی انکی قائم نہ عزت
گئے چھوڑ ساتھ اُنکا اقبال و دولت
ہوے علم و فن اُنسے اک اک رخصت
مٹین خوبیان ساری نوبت بنوبت
رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہگیا نام باقی

تمثیل اقوام عالم

ملے کوئی ٹیلہ اگر ایسا اونچا
کہ آتی ہو وان سے نظر ساری دنیا
چڑھے اوسپہ پھر اک خردمند دانا
کہ قدرت کے دنگل کا دیکھے تماشا
تو قومون مین فرق اسقدر پائیگا وہ
کہ عالم کو زیر و زبر پائیگا وہ

(۱) جیسا سورۂ رعد مین وارد ہے کہ "اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ" یعنے خدا تعالے کسی قوم کی حالت کو نہین بدلتا۔ جبتک وہ آپ اپنی حالت نہین بدلتی۔

تمثیل حالت اسلام

وہ دیکھیگا ہر سو ہزاروں چمن وان
بہت تازہ تر صورت باغ رضوان
بہت اونسے کمتر پہ سرسبز خندان
بہت خشک اور بی طراوت مگر ہان
نہین لائے گو برگ و بار انکے پودے
نظر آتے ہین ہونہار انکے پودے

پھر اک باغ دیکھے گا اُجڑا سراسر
جہان خاک اوڑتی ہی ہر سو برابر
نہین تازگی کا کہین نام جسپر
ہری ٹہنیان جھڑ گئین جسکی جلکر
نہین پھول پھل جسمین آنے کے قابل
ہوی روکھ جسکے جلانے کے قابل

جہان زہر کا کام کرتا ہے باران
جہان آکے دیتا ہی رو ابر نیسان
تر و دسے جو اور ہوتا ہے ویران
نہین راس جسکو خزان اور بہاران
یہ آواز پیہم وہان آرہی ہی
کہ اسلام کا باغ ویران یہی ہی

وہ دین حجازی کا بیباک بیڑا
نشان جسکا اقصائے عالم مین پہونچا
مزاحم ہوا کوئی خطرہ نہ جسکا
نہ عمان[1] مین ٹھٹکا نہ قلزم مین جھجکا
کیے پی سپر جسنے ساتون سمندر
وہ ڈوبا دہانہ مین گنگا کے آکر

خطاب بسوئے قوم

اگر کان دھر کے سنین اہل عبرت
تو سیلون سے تا بہ کشمیر و تبت
زمین دکھن پھول پھل ریت پربت
یہ فریاد سب کررہے ہین بحسرت
کہ وہ کل فخر تھا جنسے اہل جہان کو
لگا اونسے عیب آج ہندوستان کو

حکومت نے تمسے کیا گر کنارا
تو اوسمین نہ تھا کچھ تمھارا اجارا
زمانہ کی گردش سے ہی کسکو چارا
کبھی یان سکندر کبھی یان ہی دارا
نہین بادشاہی کچھ آخر خدائی
جو ہے آج اپنی تو کل ہے پرائی

(۱) خلیج عمان عرب اور بلوچستان کے درمیان ہے، روس یعنے بحر احمر کو قلزم کہتے ہین۔

تنزل سلطنت اہل اسلام

ہوئی مقتضی جبکہ حکمت خدا کی — کہ تعلیم جاری ہو خیر الورا کی
پڑی دھوم عالم مین دین ہدا کی — تو عالم کی تمکو حکومت عطا کی
کہ پھیلاؤ دنیا مین حکم شریعت — کرو ختم بندون پہ مالک کی حجت
ادا کر چکی جب حق اپنا حکومت — رہی اب نہ اسلام کو اوسکی حاجت
مگر حیف اے فخر آدم کی امت — ہوئی آدمیت بھی ساتھ اسکے رخصت
حکومت تھی گویا کہ ایک جھول تمپر — کہ اترتے ہی سکے نکل آئے جوہر

محکوم قومین

زمانہ مین ہین ایسی قومین (1) بہت سی — نہین جن مین تخصیص فرماندہی کی
پر آفت کہین ایسی آئی نہو گی — کہ گھر گھر پہ یان چھا گئی آ کے پستی
چکور اور شہباز سب اوج پر ہین — مگر ایک ہم ہین کہ بے بال و پر ہین

مسلمانان ہندوستان

وہ ملت کہ گردون پہ جسکا قدم تھا — ہر اک کھونٹ مین جسکا برپا علم تھا
وہ فرقہ جو آفاق مین محترم تھا — وہ امت لقب جسکا خیر الامم تھا
نشان اوسکا باقی ہے صرف اسقدر یان — کہ گنتے ہین اپنے کو ہم بھی مسلمان
وگرنہ ہماری رگون مین لہو مین — ہمارے ارادون مین اور جستجو مین
دلون مین زبانون مین اور گفتگو مین — طبیعت مین فطرت مین عادت مین خو مین
نہین کوئی ذرہ نجابت کا باقی — اگر ہو کسی مین تو ہے اتفاقی
ہماری ہر اک بات مین سفلہ پن ہے — کمینون سے بدتر ہمارا چلن ہے
لگا نام آبا کو ہمسے گہن ہے — ہمارا قدم ننگ اہل وطن ہے
بزرگون کی توقیر کھوئی ہے ہمنے — عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہمنے

(1) جیسے پارسی۔ یہودی۔ ہندو وغیرہ۔ چکور سے محکوم اور شہباز سے حاکم قومین مراد ہین۔

نہ قومون مین عزت نہ جلسون مین وقعت — نہ اپنون سے اُلفت نہ غیرون سے ملت
مزاجون مین سستی دماغون مین نخوت — خیالون مین پستی کمالون سے نفرت
عداوت نہان دوستی آشکارا — غرض کی تواضع غرض کی مدارا

نہ اہلِ حکومت کے ہمراز ہین ہم — نہ درباریون مین سرفراز ہین ہم
نہ علمون مین شایان اعزاز ہین ہم — نہ صنعت مین حرفت مین ممتاز ہین ہم
نہ رکھتے ہین کچھ منزلت نوکری مین — نہ حصہ ہمارا ہے سوداگری مین

تنزل نے کی ہے بُری گت ہماری — بہت دور پہونچی ہے نکبت ہماری
گئی گذری دنیا سے عزت ہماری — نہین کچھ اُبھرنے کی صورت ہماری
پڑے ہین اک امید کے ہم سہارے — توقع پہ جنت کی جیتے ہین سارے

سیاحت کی گون ہے نہ مردِ سفر ہین — خدا کی خدائی سے ہم بے خبر ہین
یہ دیوارین گھر کی جو پیش نظر ہین — یہی اپنے نزدیک حد بصر ہین
ہین تال اب ہین مچھلیان کچھ فراہم — وہی اونکی دنیا وہی اونکا عالم

بہشت اور ارم سلسبیل اور کوثر — پہاڑ اور جنگل جزیرے سمندر
اسی طرح کے اور بھی نام اکثر — کتابون مین پڑھتے رہے ہین برابر
یہ جبتک نہ دیکھین کہین کس یقین پر — کہ یہ آسمان پر ہین یا ہین زمین پر

وہ بے مول پونجی کہ ہے اصل دولت — وہ شائستہ ملکون کا گنج سعادت
وہ آسودہ قومون کا راس البضاعت — وہ دولت کہ ہے وقت جس سے عبارت
نہین اوسکی وقعت نظر مین ہماری — یونہی مفت جاتی ہے برباد ساری

تضییع اوقات

اہلِ یورپ کا ضبطِ اوقات

اگر ہمسے مانگے کوئی ایک پیسا
تو ہوگا کم و بیش بار اوسکا دینا
مگر ہان وہ سرمایۂ دین و دنیا
کہ اک ایک لمحہ ہے انمول جسکا
نہین کرتے خسّت اوڑانے مین اوسکے
بہت ہم سخی ہین گنوانے مین اوسکے

اگر سانس دن رات کی سب گنین ہم
تو نکلین گے انفاس ایسے بہت کم
کہ ہو جنمین کل کے لیے کچھ فراہم
یون ہی گذری جاتی ہین دن رات پیہم
نہین کوئی گویا خبردار ہم مین
کہ یہ سانس آخر ہے اب کوئی دم مین

گڈریے کا وہ حکم بردار کتا
کہ بھیڑون کی ہر دم ہے رکھوال کرتا
جو ریوڑ مین ہوتا ہے پتے کا کھڑکا
تو وہ شیر کی طرح پھرتا ہے بپھرا
گر انصاف کیجے تو ہے ہمسے بہتر
کہ غافل نہین فرض سے اپنے دم بھر

وہ قومین جو سب راہین طے کر چکی ہین
ذخیرے ہر اک جنس کے بھر چکی ہین
ہر اک بوجھ بار اپنے سر دھر چکی ہین
ہوئین تب ہین زندہ کہ جب مر چکی ہین
اسیطرح راہِ طلب مین ہین پویا
بہت دور ابھی اونکو جانا ہے گویا

کسی وقت جی بھر کے سوتے نہین وہ
کبھی سیر محنت سے ہوتے نہین وہ
بضاعت کو اپنی ڈبوتے نہین وہ
کوئی لمحہ بیکار کھوتے نہین وہ
نہ چلنے سے تھکتے نہ اوکتاتے ہین وہ
بہت بڑھ گئے اور بڑھے جاتے ہین وہ

مگر ہم کہ ابتک جہان تھے وہین ہین
جمادات کی طرح بارِ زمین ہین
ہین دنیا مین ایسے کہ گویا نہین ہین
زمانہ سے کچھ ایسے فارغ نشین ہین
کہ گویا ضروری تھا جو کام کرنا
وہ سب کر چکے ایک باقی ہے مرنا

یہان اور ہین جتنی قومین گرامی
خود اقبال ہے آج اونکا سلامی
تجارت مین ممتاز دولت مین نامی
زمانہ کے ساتھی ترقی کے حامی
نہ فارغ ہین اولاد کی تربیت سے
نہ بیفکر ہین قوم کی تقویت سے

دُکان اونکی ہے اور بازار اونکا
بنج اونکا ہے اور بیوپار اونکا
زمانہ مین پھیلا ہے بیوپار اونکا
ہے پیر و جوان برسرِ کار اونکا
مدار اہل کاری کا ہی آپ اُنھین پر
اُنھین کے ہین اور فس اُنھین کے ہین دفتر

معزز ہین ہر ایک دربار مین وہ
گرامی ہین ہر ایک سرکار مین وہ
نہ رسوا ہین عادات و اطوار مین وہ
نہ بدنام گفتار و کردار مین وہ
نہ پیشہ سے حرفہ سے انکار اونکو
نہ محنت مشقت سے کچھ عار اونکو

طبیعت مین اک اک کی ہے خاکساری
برا مُنکے کرتے ہین وہ بردباری
تواضع ہے سبکی رگ و پے مین ساری
دماغ اونکے ہین کبر و نخوت سے عاری
نہ باتونمین اونکی حقارت کسی کی
نہ جلسون مین اونکے مذمت کسی کی

جو گرتے ہین گر کر سنبھل جاتے ہین وہ
پڑی زد تو بچکر نکل جاتے ہین وہ
ہر اک سانچہ مین جا کے ڈھلجاتے ہین وہ
جہان رنگ بدلا بدل جاتے ہین وہ
ہر اک وقت کا مقتضا جانتے ہین
زمانے کے تیور وہ پہچانتے ہین

مگر ہے ہماری نظر اتنی اونچی
کہ یکسان ہے وان سب بلندی و پستی
نہین ابتک اصلا خبر ہمکو یہ بھی
کہ ہے کون مُردار کتنی ترقی
جدھر کھولکر آنکھ ہم دیکھتے ہین
زمانہ کو اپنے سے کم دیکھتے ہین

ہندوون کی [illegible]

زمانہ کی پیروی

زمانہ کا دن رات ہے یہ اشارا
کہ ہے آشتی مین مری یان گزارا
نہین پیروی جنکو میری گوارا
مجھے اونسے کرنا پڑے گا کنارا
سدا ایک ہی رخ نہین ناؤ چلتی
چلو تم اودھر کو ہوا ہو جدھر کی

خزان قوم کے آثار

چمن مین ہوا آچکی ہے خزان کی
پھری ہے نظر دیر سے باغبان کی
صدا اور ہے بلبل نغمہ خوان کی
کوئی دم مین رحلت ہے اب گلستان کی
تباہی کی خواب آرہی ہین نظر سب
مصیبت کی ہے آنے والی سحر اب

افلاس

فلاکت جسے کہیے ام الجرائم
نہین رہتے ایمان پہ دل جس سے قائم
بناتی ہے انسان کو جو بہائم
مصلی ہین دلجمع جس سے نہ صائم
وہ یون اہل اسلام پر چھا رہی ہے
کہ مسلم کی گویا نشانی یہی ہے

کہین مکر کے گر سکھاتی ہے ہمکو
کہین جھوٹ کی لو لگاتی ہے ہمکو
خیانت کی چالین سجھاتی ہے ہمکو
خوشامد کی گھاتین بتاتی ہے ہمکو
فسون جب یہ باقی نہین کارگر وہ
تو کرتی ہے آخر کو دریوزہ گر وہ

دریوزہ گری

یہان جتنی قومین ہمارے سوا ہین
ہزارون مین خوش ہین تو دو بینوا ہین
یہان لاکھ مین جو اگر اغنیا ہین
تو سو نیم بسمل ہین باقی گدا ہین
ذرا کام غیرت کو فرمائین گر ہم
تو سمجھین کہ ہین مبتذل کسقدر ہم

بگاڑے ہین گردش نے جو خاندانی
نہین جانتے بسکہ روٹی کمانی
دلون مین ہے یہ یکقلم سب نے ٹھانی
کہ کیجیے بسر مانگ کر زندگانی
جہان قدردان کا ہین کھوج پاتے
ہو بخشو ہین وان مانگتے اور کھاتے

کہین باپ دادا کا ہین نام لیتے
کہین روشناسی سے ہین کام لیتے
کہین جھوٹے وعدون پہ ہین دام لیتے
یون ہی سکو دم دیکے ہین دام لیتے
بزرگون کے نازان ہین جس نام پر وہ
اوسے بیچتے پھرتے ہین در بدر وہ

یہ ہین ڈھونگ اون تازہ آفت زدون کے
بہت کم زمانہ ہوا جنکو بگڑے
ابھی ایک عالم ہے آگاہ جنسے
کہ ہین کسکے بیٹے وہ اور کسکے پوتے
جنھین دیس پردیس سب جانتے ہین
حسب اور نسب جنکا پہچانتے ہین

مگر مٹ چکا جنکا نام و نشان ہے
پرانی ہوئی جنکی اب داستان ہے
فسانون مین قصون مین جنکا بیان ہے
بہت نسل ہی تنگ اونکی جہان ہے
نہین اونکی قدر اور پرسش کہین اب
اونھین بھیک تک کوئی دیتا نہین اب

بہت آگ چلھون کی سلگانے والے
بہت گھانس کی گٹھریان لانے والے
بہت در بدر مانگ کر کھانے والے
بہت فاقہ کر کر کے مرجانے والے
جو پوچھو کہ کس کان کے ہین وہ جوہر
تو نکلین گے نسل ملوک اونمین اکثر

انھین کے بزرگ ایکدن حکمران تھے
انھین کے پرستار پیر و جوان تھے
یہی مامن عاجز و ناتوان تھے
یہی مرجع دیلم و اصفہان تھے
یہی کرتے تھے ملک کی گلہ بانی
انھین کے گھرون مین تھی صاحبقرانی

یہ لے قوم اسلام عبرت کی جا ہی
کہ شاہون کی اولاد در در گدا ہے
جسے سنیے افلاس مین مبتلا ہے
جسے دیکھیے مفلس و بینوا ہے
نہین کوئی انمین کمانے کے قابل
اگر ہین تو ہین مانگ کھانے کے قابل

نہین مانگنے کا طریق ایک ہی یان — گدائی کی ہین صورتین نت نئی یان
نہین حصر کنگلون پہ گدیہ گری یان — کوئی دے تو منگتون کی ہی کیا کمی یان
بہت ہاتھ پھیلائے زیر ردا ہین — چھپے اُجلے کپڑون مین اکثر گدا ہین

بہت آپ کو کہکے مسجد کے بانی — بہت بنکے خود سیّد خاندانی
بہت سیکھ کر نوحہ و سوز خوانی — بہت مدح مین کرکے رنگین بیانی
بہت آستانون کے خدّام بنکر — پڑے مانگتے کھاتے پھرتے ہین در در

مشقت کو محنت کو جو عار سمجھین — ہنر اور پیشہ کو جو خوار سمجھین
تجارت کو کھیتی کو دشوار سمجھین — فرنگی کے پیسے کو مردار سمجھین
تن آسانیان چاہین اور آبرو بھی — وہ قوم آج ڈوبیگی گر کل نہ ڈوبی

امیرون کے مصاحب

کرین نوکری بھی تو بے عزتی کی — جو روٹی کمائین تو بے حرمتی کی
کہین پائین خدمت تو بے غیرتی کی — قسم کھائیے اونکی خوش قسمتی کی
امیرون کی بنتے ہین جب یہ مصاحب — تو جاتے ہین ہو کر حمیت سے تائب

کہین انکی صحبت مین گانا بجانا — کہین مسخرہ بنکے ہنسنا ہنسانا
کہین پھبتیان کرکے انعام پانا — کہین چھیڑ کر گالیان سب سے کھانا
یہ کام اور بھی کرتے ہین پر ایسے — مسلمان بھائی سے بن آئین جیسے

ذی مقدور مسلمان

امیرون کا عالم نہ پوچھو کہ کیا ہی — خمیر انکا اور اونکی طینت جدا ہی
سزاوار ہے انکو جو نا سزا ہے — روا ہے اُنھین سبکو جو ناروا ہے
شریعت ہوئی ہے نکو نام جنسے — بہت فخر کرتا ہے اسلام اُنسے

ہر اک بول پر اونکے مجلس فدا ہے
ہر اک بات پر وان درست اور بجا ہے
نہ گفتار مین اونکے کوئی خطا ہے
نہ کردار اونکا کوئی ناسزا ہے
وہ جو کچھ کہین کہہ سکے کون اونکو
بنایا ندیمون نے فرعون اونکو

وہ دولت کہ ہے مایۂ دین و دنیا
وہ دولت کہ ہے توشۂ راہ عقبا
سلیمانؑ نے کی جسکی حق سے تمنا
بڑھا جس سے آفاق مین نام کسرا
کیا جسنے حاتم کو مشہور دوران
کیا جسنے یوسفؑ کو مسجود اخوان

ملا ہے یہ فخر اوسکو انکی بدولت
کہ سمجھی گئی ہے وہ اصلِ شقاوت
کہین ہے وہ سرمایۂ جہل و غفلت
کہین نشۂ بادۂ کبر و نخوت
جہان کے لیے جو کہ آب بقا ہی
وہ اس قوم کے حق مین سم ہوا ہی

ادھر مالِ دولت نے یان منھ دکھایا
ادھر ساتھ ساتھ اسکے ادبار آیا
پڑا آکے جس گھر پہ ثروت کا سایا
عمل وان سے برکت نے اپنا اوٹھایا
نہین راس یان چار پیسے کسیکو
مبارک نہین جیسے پر جیونٹی کو

سمجھتے ہین سب عیب جن عادتون کو
بہائم سے نسبت ہی جن سیرتون کو
چھپاتے ہین اوباش جن خصلتون کو
نہین کرتے اجلاف جن حرکتون کو
وہ یان اہلِ دولت کو ہین شیرِ مادر
نہ خوفِ خدا ہے نہ شرمِ پیمبرؐ

طبیعت اگر لہو بازی پہ آئی
تو دولت بہت سی اسی مین گنوائی
جو کی حضرتِ عشق نے رہنمائی
تو کردی بھرے گھر کی دم مین صفائی
پھر آخر لگے مانگنے اور کھانے
یونہی مٹ گئے یان ہزارون گھرانے

نہ آغاز پر اپنے غور اونکو اصلا
نہ انجام کا اپنے کچھ اونکو کھٹکا
نہ فکر اونکو اولاد کی تربیت کا
نہ کچھ ذلّتِ قوم کی اونکو پروا
نہ حق کوئی دنیا پہ اونکا نہ دین پر
خدا کو وہ کیا مُنھ دکھائینگے جاکر

کسی قوم کا جب اُلٹتا ہے دفتر
تو ہوتے ہین مسخ اونمین پہلے تونگر
کمال اونمین رہتے ہین باقی نہ جوہر
نہ عقل اونکی ہادی نہ دین اونکا رہبر
نہ دنیا مین ذلت نہ عزت کی پروا
نہ عقبیٰ مین دوزخ نہ جنت کی پروا

نہ مظلوم کی آہ و زاری سے ڈرنا
نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
ہوا و ہوس مین خودی سے گزرنا
تعیش مین جینا نمایش پہ مرنا
سدا خواب غفلت مین بیہوش رہنا
دمِ نزع تک خود فراموش رہنا

پریشان اگر قحط سے اِک جہان ہی
تو بیفکر ہین کیونکہ گھر مین سمان ہی
اگر باغ امت مین فصلِ خزان ہی
تو خوش ہین کہ اپنا چمن گلفشان ہی
بنی نوع انسان کا حق اونپہ کیا ہی
وہ اک نوع نوعِ بشر سے جدا ہی

کہان بندگانِ ذلیل اور کہان وہ
بسر کرتے ہین بےغمِ قوت نان وہ
پہنتے نہین جز سمور و کتان وہ
مکان رکھتے ہین رشکِ خلدِ جنان وہ
نہین چلتے وہ بی سواری قدم بھر
نہین رہتے بے نغمہ و ساز دم بھر

کمر بستہ ہین لوگ خدمت مین اون کی
گل و لالہ رہتے ہین صحبت مین اونکی
نفاست بھری ہی طبیعت مین اونکی
نزاکت سو داخل ہی عادت مین اونکی
دوائون مین مشک اونکی اٹھتا ہی ڈھیرون
وہ پوشاک مین عطر ملتے ہین سیرون

اہل یورپ کی ہمدردی [illegible]

یہ ہو سکتے ہین اونکے ہمجنس کیونکر ‏ ‏ نہین چین جنکو زمانہ سے دم بھر
سہارا ہی کو گھوڑا نہ خدمت کو نوکر ‏ ‏ نہ رہنے کو گھر اور نہ سونے کو بستر
پہننے کو کپڑا نہ کھانے کو روٹی ‏ ‏ جو تدبیر اولٹی تو تقدیر کھوٹی

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا ‏ ‏ کہ ہے ساری مخلوق کنبا خدا کا (۱)
وہی دوست ہے خالق دوسرا کا ‏ ‏ خلائق سے ہے جسکو رشتہ ولا کا
یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان ‏ ‏ کہ کام آئے دنیا مین انسان کے انسان

عمل (۲) جنکا تھا اس کلام متین پر ‏ ‏ وہ سرسبز ہین آج روی زمین پر
تفوق ہے اونکو کہین و مہین پر ‏ ‏ مدار آدمیت کا ہے اب اونھین پر
شریعت کے جو ہمنے پیمان توڑے ‏ ‏ وہ لیجا کے سب اہل مغرب نے جوڑے

سمجھتے ہین گمراہ جنکو مسلمان ‏ ‏ نہین جنکو عقبیٰ مین امید غفران
نہ حصے مین فردوس جنکے نہ رضوان ‏ ‏ نہ تقدیر مین حور جنکے نہ غلمان
پس از مرگ دوزخ ٹھکانا ہے جنکا ‏ ‏ حمیم (۳) آب و زقوم (۴) کھانا ہے جنکا

(۱) یہ دو حدیثین ہین ۱ اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ ۲ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ ۔

(۲) یعنے یورپ کی قومین جو قوم کی ہمدردی اور وطن کی حمایت اور تمام نوع انسانی کی دستگیری اور امداد مین سارے جہان سے فائق ہین ۔

(۳) حمیم گرم پانی جو دوزخیون کو پلایا جاویگا ۔

(۴) زقوم اہل دوزخ کے لیے ایک قسم کی خوراک ہوگی ۔

حالت مسلمان دولتمندون کی

وہ ملک اور ملت پہ اپنی فدا ہین
سب آپس مین اک اک کی حاجت روا ہین
اولوالعلم ہین اونمین یا اغنیا ہین
طلبگار بہبود خلق خدا ہین
یہ تمغا تھا گویا کہ حصہ ونھین کا
کہ حب الوطن[1] ہو نشان مومنین کا

امیرون کی دولت غریبون کی ہمت
ادیبون کی انشا حکیمون کی حکمت
فصیحون کے خطبے شجاعون کی جرأت
سپاہی کے ہتھیار شاہون کی طاقت
دلون کی امیدین امنگون کی خوشیان
سب اہل وطن پر وطن پر ہین قربان

عروج اونکا جو تم عیان دیکھتے ہو
جہان مین انھین کامران دیکھتے ہو
مطیع اونکا سارا جہان دیکھتے ہو
اونھین برتر از آسمان دیکھتے ہو
یہ ثمرے ہین اونکی جوانمردیون کے
نتیجے ہین آپس کی ہمدردیون کے

غنی ہم مین ہین جو کہ ارباب ہمت
مسلم ہے عالم مین جنکی سخاوت
اگر ہے مشائخ سے اونکو عقیدت
تو ہین پیرزادون پہ وقف اونکی دولت
نکھٹے ہین دن رات وان عیش کرتے
یہ نوکر ہین جتنے وہ بھوکے ہین مرتے

عمل واعظون کے اگر قول پر ہے
تو بخشش کی امید بے صرف زر ہی
نماز اور روزہ کی عادت اگر ہے
تو روز حساب اونکو پھر کسکا ڈر ہی
اگر شہر مین کوئی مسجد بنا دی
تو فردوس مین نیو اپنی جما دی

عمارت کی بنیاد ایسی اٹھائی
نہ نکلے کہین ملک مین جسکا ثانی
تماشون مین ثروت بڑونکی اوڑائی
نمائش مین دولت خدا کی لٹائی
چھٹی بیاہ مین کرنی لاکھون کے سامان
یہ ہین اونکے ارمان یہ ہین اونکی خوشیان

(۱) جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے حب الوطن من الایمان۔

مگر دین برحق کا بوسیدہ ایوان
تزلزل ہین مدت سے ہین جسکے ارکان
زمانہ مین ہے جو کوئی دن کا مہمان
نہ پائینگے ڈھونڈے جسے پھر مسلمان
عزیزون نے اوس سے توجہ اٹھالی
عمارت کا ہے اوسکی اللہ والی

پڑی ہین سب اُجڑی ہوئی خانقاہین
وہ درویش سلطان کی امیدگاہین
کھلی تھین جہان علم باطن کی راہین
فرشتونکی پڑتی تھین جنپر نگاہین
کہان ہین وہ جذب الٰہی کے پھندے
کہان ہین وہ اللہ کے پاک بندے

وہ علم شریعت کے ماہر کدھر ہین
وہ اخبار دین کے مبصر کدھر ہین
اصولی کدھر ہین مناظر کدھر ہین
محدث کہان ہین مفسر کدھر ہین
وہ مجلس جو کل سربسر تھی چراغان
چراغ اب کہین ٹمٹماتا نہین وان

مدارس وہ تعلیم دین کے کہان ہین
مراحل وہ علم و یقین کے کہان ہین
وہ ارکان شرع متین کے کہان ہین
وہ وارث رسول امین کے کہان ہین
رہا کوئی امت کا ملجا نہ ماوا
نہ قاضی نہ مفتی نہ صوفی نہ ملا

کہان ہین وہ دینی کتابون کے دفتر
کہان ہین وہ علم الٰہی کے منظر
چلی ایسی اس بزم مین باد صرصر
بجھین مشعلین نور حق کی سراسر
رہا کوئی ساماں نہ مجلس مین باقی
صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی

بہت لوگ بنکر ہوا خواہ امت
سفیہون سے منواکی اپنی فضیلت
سدا گاؤن در گاؤن نوبت بنوبت
پڑے پھرتے ہین کرتے تحصیل دولت
یہ ٹھہرے ہین اسلام کے رہنما اب
لقب انکا ہے وارث انبیا اب

مدعیان درویشی

بہت لوگ پیرون کی اولاد بنکر | نہین ذات والا مین کچھ جنکی جوہر
بڑا فخر ہے جنکو لے دے کے اسپر | کہ تھے اونکے اسلاف مقبول داور
کرشمے ہین جا جا کے جھوٹے دکھاتے | مریدون کو ہین لوٹتے اور کھاتے

یہ ہین جادہ پیماے راہ طریقت | مقام انکا ہے ماوراے شریعت
انھین پر ہی ختم آج کشف و کرامت | انھین کے ہے قبضہ مین بندونکی قسمت
یہی ہین مراد (۱) اور یہی ہین مرید اب | یہی ہین جنید اور یہی بایزید اب

علماے زمان

بڑے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی | جگر جس سے شق ہون وہ تقریر کرنی
گنہگار بندون کی تحقیر کرنی | مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی
یہ ہی عالمون کا ہمارے طریقہ | یہ ہے ہادیونکا ہمارے سلیقہ

کوئی مسئلہ پوچھنے اونسے جائے | تو گردن پہ بار گران لیکے آئے
اگر بدنصیبی سے شک اوسمین لائے | تو قطعی خطاب اہل دوزخ کا پائے
اگر اعتراض اوسکے نکلا زبان سے | تو آنا سلامت ہے دشوار وہان سے

کبھی وہ گلے کی رگین ہین پھلاتے | کبھی جھاگ پر جھاگ ہین منھ پہ لاتے
کبھی خوک اور سگ ہین اوسکو بتاتے | کبھی مارنے کو عصا ہین اٹھاتے
ستون چشم بددور ہین آپ دین کے | نمونہ ہین خلق رسول امین کے

(۱) صوفیہ کی اصطلاح مین مراد وہ شخص ہے جسنے جاذبۂ الٰہی کے بعد سلوک اختیار کیا ہو اور مرید وہ ہے جو سلوک کے بعد جذب کے مرتبہ کو پہونچا ہو۔ جنید بغدادی اور بایزید بسطامی رحمہما اللہ غالبًا تیسری صدی ہجری کے مشہور عرفا مین سے ہین۔

جو چاہے کہ خوش اونسے ملکر ہو انسان ❊ تو ہے شرط وہ قوم کا ہو مسلمان
نشان سجدہ کا ہو جبین پر نمایان ❊ تشرع مین اوسکے نہ ہو کوئی نقصان
لبین بڑھ رہی ہون نہ داڑھی چڑھی ہو ❊ ازار اپنی حد سے نہ آگے بڑھی ہو

عقائد مین حضرت کا ہمداستان ہو ❊ ہر اک اصل مین فرع مین ہمزبان ہو
حریفون سے اونکے بہت بدگمان ہو ❊ مریدونکا اونکے بڑا مدح خوان ہو
گر ایسا نہین ہے تو مردود دین ہے ❊ بزرگون سے ملنے کے قابل نہین ہے

شریعت کے احکام تھے وہ گوارا ❊ کہ شیدا تھے اونپر سیہ و احمر سارا
گواہ اون کی نرمی کا قرآن (۱) ہی سارا ❊ خود "الدین یسر" نبی نے پکارا
مگر یان کیا ایسا دشوار اونکو ❊ کہ مومن سمجھنے لگے بار اونکو

(۱) قرآن مین بہت سی آیتین دین اسلام کی آسانی پر دلالت کرتی ہین جیسے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا ۔ ما جعل علیکم فی الدین من حرج اور بہتسی حدیثین اسی باب مین مروی ہین جیسے لا رہبانیۃ فی الاسلام لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام اذا ام احدکم فلیخفف فان فیہم الصغیر والکبیر والضعیف والمریض عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ (موسم حج مین) ایک شخص نے آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مین نے قربانی سو پہلے سر منڈ والیا آپ نے فرمایا کچھ حرج نہین ہے اب قربانی کرلے پھر ایک اور شخص نے عرض کیا کہ مین نے کنکریان پھینکنے سے پہلے قربانی کرلی آپ نے فرمایا کچھ حرج نہین ہے اب کنکریان پھینک لے صاحب میزان شعرانی کا قول ہے کہ دین مین جسقدر آسانیان ہین وہ خدا اور رسول کیطرف سے ہین اور جتنی شکلین ہین وہ علما کیطرف سے ہین ۔

[illegible]

نہ کی اونکے اخلاق[1] مین رہنمائی
نہ باطن مین کی اونکے پیدا صفائی
پہ احکام ظاہر کی لے یہ بڑھائی
کہ ہوتی نہین انسے دم بھر رہائی
وہ دین جو کہ چشمہ تھا خلقِ نکو کا
کیا اسکو بالوعۂ غسل و وضو کا

سدا اہل تحقیق سے دل مین بل ہے
حدیثون پہ چلنے مین دین کا خلل ہے
فتا وون پہ بالکل مدارِ عمل ہے
ہر اک رائے قرآن کا نعم البدل ہے
کتاب اور سنت کا ہے نام باقی
خدا اور نبی سے نہین کام باقی

جہان مختلف ہون روایات باہم
کبھی ہون نہ سیدھی روایت سے خوش ہم
جسے عقل رکھے نہ ہرگز مسلم
اوسے ہر روایت سے سمجھین مقدم
سب اسمین گرفتار چھوٹے بڑے ہین
سمجھ پر ہماری یہ پتھر پڑے ہین

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کہے آگ کو قبلہ اپنا تو کافر
کواکب مین مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنون پر کشادہ ہین راہین
پرستش کرین شوق سے جسکی چاہین

نبی کو جو چاہین خدا کر دکھائین
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائین
مزارون پہ دن رات نذرین چڑھائین
شہیدون سے جا جا کے مانگین دعائین
نہ توحید مین کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

تقلید

حال اہل حدیث کی

شرک اور دعوی توحید

(۱) آنحضرت نے فرمایا ہی کہ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق یعنے مین اسلیے بھیجا گیا ہون کہ اخلاق کی خوبیونکو کمال کے درجہ تک پہونچا دون۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اچھا چلن اور نیک خصلت نبوت کا پچیسوان حصہ ہے اور یہ بھی فرمایا کہ وہ شخص مومن نہین ہی جسنے اپنا پیٹ بھر لیا اور ہمسایہ کو بھوکا چھوڑ دیا قرآن اور حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالت کا بڑا مقصد اخلاق کی تہذیب ہے ۔

وہ دین جس سے توحید پھیلی جہان مین — ہوا جلوہ گر حق زمین و زمان مین
رہا شرک باقی نہ وہم و گمان مین — وہ بدلا گیا آکے ہندوستان مین
ہمیشہ سے اسلام تھا جسپہ نازان — وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلمان

تعصب (۱) کہ ہے دشمن نوع انسان — بھرے گھر کیے سیکڑون جسنے ویران
ہوئی بزم نمرودؑ جس سے پریشان — کیا جسنے فرعون کو نذر طوفان
گیا جوش مین بولہب جسکے کھویا — ابوجہل کا جسنے بیڑا ڈبویا

وہ یان اک عجب بھیس مین جلوہ گر ہی — چھپا جسکے پردے مین اُسکا ضرر ہے
بھرا زہر جس جام مین سربسر ہی — وہ آب بقا ہمکو آتا نظر ہے
تعصب کہ اک جزو دین سمجھی ہین ہم — جہنم کو خلد بریں سمجھے ہین ہم

ہمین وہ اعظون نے یہ تعلیم دی ہے — کہ جو کام دینی ہے یا دنیوی ہے
مخالف کی ریس اسمین کرنی بڑی ہے — نشان غیرتِ دین حق کا یہی ہے
نہ ٹھیک اسکی ہرگز کوئی بات سمجھو — وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو

قدم گر رہ راست پر اوسکا پاؤ — تو تم سیدھے رستہ سے کترا کے جاؤ
پڑین اسمین جو دقتین وہ اٹھاؤ — لگین جسقدر ٹھوکرین اسمین کھاؤ
جو نکلے جہاز اوسکا بچکر بھنور سے — تو تم ڈالدو ناؤ اندر بھنور کی

(۱) تعصب اصل مین بیجا حمایت کرنے کو کہتے ہین مگر چونکہ اکثر بیجا حمایت کے ساتھ ہی بیجا مخالفت اور بیجا نفرت بھی پائی جاتی ہے اسلیے تعصب کا اطلاق حیف و میل دونون پر ہوتا ہے -

ع نمرود حضرت ابراہیم کی مخالفت سے اور فرعون حضرت موسیٰ کی عناد سے اور ابولہب اور ابوجہل ہمارے نبی کی دشمنی سے ایسے برباد ہوے کہ انکی تباہی اور بربادی آجتک ضرب المثل ہی

اگر مسخ ہو جائے صورت تمھاری بہائم مین ملجائے سیرت تمھاری
بدلجائے بالکل طبیعت تمھاری سراسر بگڑ جائے حالت تمھاری
نہ سمجھو کہ ہے حق کی اک شان یہ بھی
ہے اک جلوۂ نور ایمان یہ بھی

نہ اوضاع مین تمسے نسبت کسیکو نہ اخلاق مین تمپہ سبقت کسیکو
نہ حاصل یہ کھانون مین لذت کسیکو نہ پیدا یہ پوشش پہ زینت کسیکو
تمھین فضل ہر علم مین برملا ہے
تمھاری جہالت مین بھی اک ادا ہے

کوئی چیز سمجھو نہ اپنی بری تم رہو بات کو اپنی کرتے بڑی تم
حمایت مین ہو جبکہ اسلام کی تم تو ہو ہر بدی اور گنہ سے بری تم
بدی سے نہین مومنونکو مضرت
تمھارے گنہ اور ونکی طاعت

مخالف کا اپنے اگر نام لیجے تو ذکر اوسکا ذلت سے خواری سے کیجے
کبھی بھول کر طرح اسمین نہ دیجے قیامت کو دیکھوگے اسکے نتیجے
گناہون سے ہوتے ہو گویا مبرا
مخالف پہ کرتے ہو جب تم تبرا

نہ سُنی مین اور جعفری مین ہو الفت نہ نعمانی (حنفی ۱۲) و شافعی مین ہو ملت
وہابی سے صوفی کی کم ہو نہ نفرت مقلد کرے نا مقلد پہ لعنت
رہے اہل قبلہ مین جنگ ایسی باہم
کہ دین خدا پر ہنسے سارا عالم

کرے کوئی اصلاح کا گر ارادہ تو شیطان سے اوسکو سمجھو زیادہ
جسے ایسے مفسد سے ہو استفادہ رہ حق سے ہے برطرف اوسکا جادہ
شریعت کو کرتے ہین برباد دونون
ہین مردود شاگرد و استاد دونون

الفت اہل اسلام

وہ دین جسنے الفت کی بنیاد ڈالی — کیا طبع دوران کو نفرت سے خالی
بنایا اجانب کو جسنے موالی — ہر اک قوم کے دل سے وحشت نکالی
عرب اور حبش ترک و تاجیک و دیلم — ہوئے سارے شیر و شکر ملکے باہم

نفرت بوجہ تعصب

تعصب نے اوس صاف چشمہ کو آکر — کیا بغض کے خار و خس سے مکدر
بنے خصم جو تھے عزیز اور برادر — نفاق اہل قبلہ مین پھیلا سراسر
نہین دستیاب ایسے اب دو مسلمان — کہ ہو ایک کو دیکھکر ایک شادان

رحم اہل اسلام

ہمارا یہ حق تھا کہ سب یار ہوتے — مصیبت مین یارونکے غمخوار ہوتے
سب اک اک کے باہم مددگار ہوتے — غم قوم مین سینہ افگار ہوتے
جب الفت مین یون ہوتے ثابت قدم ہم — تو کہہ سکتے اپنے کو خیر الامم ہم

نتیجہ تفرقہ

اگر بھولتے ہم نہ قول پیمبر — کہ ہین سب مسلمان باہم برادر
برادر ہے جبتک برادر کا یاور — معین اوسکا خود ہے خداوند داور
تو آتی نہ بیڑے پہ اپنے تباہی — فقیری مین بھی کرتے ہم بادشاہی

ثمرہ اتفاق

وہ گھر جس مین ہون دل ملے سب کے باہم — خوشی ناخوشی مین ہون سب یار ہمدم
اگر ایک خوش دل تو گھر سارا خرم — اگر ایک غمگین تو دل سب کے پر غم
مبارک ہے اوس قصر شاہنشہی سے — جہان ایک دل ہو مکدر کسی سے

اخلاق اہل اسلام

اگر ہو مدار اسپہ تحقیق دین کا — کہ ہے دین والون کا برتاؤ کیسا
ہے بازار اونکا کھرا یا کہ کھوٹا — ہے قول و قرار اونکا جھوٹا کہ سچا
تو ایسے نمونے بہت شاذ ہین یان — کہ اسلام پر جنسے قائم ہو برہان

مجالس میں غیبت کا زور اسقدر ہے — کہ آلودہ اس خون میں ہر بشر ہے
نہ بھائی کو بھائی سے یاں درگذر ہے — نہ ملا نہ صوفی کو اس سے حذر ہے
اگر نشۂ مے ہو غیبت میں پنہان — تو ہشیار پائے نہ کوئی مسلمان

جنھیں چار پیسے کا مقدور ہے یان — سمجھتے نہیں ہیں وہ انسان کو انسان
موافق نہیں جنسے ایام دوران — نہیں دیکھ سکتے کسیکو وہ شادان
نشہ میں تکبر کے ہے چور کوئی — حسد کے مرض میں ہے رنجور کوئی

اگر مرجع خلق ہے ایک بھائی — نہیں ظاہرا جس میں کوئی برائی
بھلا جسکو کہتی ہے ساری خدائی — ہر اک دل میں عظمت ہے جسکی سمائی
تو پڑتی ہیں اسپر نگاہیں غضب کی — کھٹکتا ہے کانٹا سا آنکھوں میں سب کی

بگڑتا ہے جب قوم میں کوئی بنکر — ابھی بخت و اقبال تھے جسکے یاور
ابھی گردنیں جھکتی تھیں جسکے در پر — مگر کر دیا اب زمانے نے بے پر
تو ظاہر میں گو کڑھتے ہیں پر حقیقت میں — کہ ہمدرد رہا تھا آیا اک مفلسی میں

اگر اک جوانمرد ہمدرد انسان — کرے قوم پر دل سے جان اپنی قربان
تو خود قوم اوسپر لگائے یہ بہتان — کہ ہے اوسکی کوئی غرض اسمیں پنہان
وگرنہ پڑی کیا کسیکو کسی کی — یہ چالیں سراسر ہیں خود مطلبی کی

نکالے گر اونکی بھلائی کی صورت — تو ڈالیں جہاں تک بنے اسمیں کھنڈت
سنیں کامیابی میں جب اوسکی شہرت — تو دل سے تراشیں کوئی تازہ تہمت
مٹھ اپنا ہو گو دین و دنیا میں کالا — نہ ہو ایک بھائی کا پر بول بالا

فتنہ انگیزی

اگر پاتے ہین دو دلون مین صفائی — تو ہین ڈالتے اونمین طرح جدائی
ٹھنی دو گروہون مین جسدم لڑائی — تو گویا تمنّا ہماری بر آئی
بس اس سے نہین مشغلہ خوب کوئی — تماشا نہین ایسا مرغوب کوئی

بدنامی و رسوائی

تغلب مین بدنیتی مین دغا مین — نمود اور بناوٹ فریب و ریا مین
سعادت مین بہتان مین افترا مین — کسی بزم بیگانہ و آشنا مین
نہ پاؤ گے رسوا و بدنام ہمسے — بڑھے پھر نہ کیون شان اسلام ہمسے

خوشامد

خوشامد مین ہمکو وہ قدرت ہے حاصل — کہ انسان کو ہر طرح کرتے ہین مائل
کہین احمقون کو بناتے ہین عاقل — کہین ہوشیارون کو کرتے ہین غافل
کسیکو اوتار کسیکو چڑھایا — یون ہی سیکڑون کو اسامی بنایا

کذب و مبالغہ

روایات پر حاشیہ اک چڑھانا — قسم جھوٹے وعدون پہ سو بار کھانا
اگر مدح کرنا تو حد سے بڑھانا — مذمت پہ آنا تو طوفان اوٹھانا
یہ ہے روزمرّہ کا یان اُنکے عنوان — فصاحت مین بےمثل ہین جو مسلمان

خود پسندی

اوسے جانتے ہین بڑا اپنا دشمن — ہمارے کرے عیب جو ہم پہ روشن
نصیحت سے نفرت ہے ناصح سے اَن بَن — سمجھتے ہین ہم رہنماؤن کو رہزن
یہی عیب ہے سبکو کھویا ہے جسنے — ہمین ناؤ بھر کر ڈبویا ہے جسنے

خلفاء کی انصاف پسندی

وہ عہد ہمایون جو خیر القرون تھا — خلافت کا جبتک کہ قائم ستون تھا
نبوت کا سایہ ابھی رہنمون تھا — سمان خیر و برکت کا ہر دم فزون تھا
عدالت کی زیور سے تھے سب مزین — پھلا اور پھولا تھا احمد کا گلشن

سعادت بڑی اوس زمانہ کی یہ تھی | کہ جھکتی تھی گردن نصیحت پہ سب کی
نہ کرتے تھے خود قول حق سے خموشی | نہ لگتی تھی حق کی اونھین[1] بات کڑوی
غلامون سے ہو جاتے تھے بند آقا | خلیفہ سے لڑتی تھی اک ایک بڑھیا
نبی نے کہا تھا جنھین فخر امت | جنھین خلد کی مل چکی تھی بشارت
مسلم تھی عالم مین جنکی عدالت | رہا مفتخر جنسے تخت خلافت
وہ پھرتے تھے[2] راتونکو چھپ چھپکے در در | کہ شرمائین اپنا کہین عیب سنکر

(۱) ایک مجلس مین مہاجر و انصار جمع تھے حضرت عمرؓ نے (کہ اوسوقت خلیفہ تھے) تین بار سب سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ اگر مین حقوق خلافت مین سستی کرون تو تم کسطرح پیش آؤ بشر بن سعد نے جواب دیا کہ اگر تو ایسا کرے تو ہم تجھکو کیطرح تیر کے بل نکال دین حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر تم ایسے ہو تو تمھارا کیا کہنا۔ ایک بار حضرت عمرؓ بڑے بڑے مہر باندھنے کی ممانعت کر رہے تھے کہ ایک بڑھیا نے کھڑے ہو کر قرآن کی یہ آیت پڑھی کہ اٰتَیۡتُمۡ اِحۡدٰھُنَّ قِنۡطَارًا فَلَا تَاۡخُذُوۡا مِنۡہُ شَیۡئًا اور کہا کہ خلیفہ ہو کر قرآن نہین سمجھا حضرت عمرؓ نے کہا عمر سے سب کا علم زیادہ ہے یہانتک کہ بڑھیون کا بھی اور پھر ممانعت نہ کی۔

(۲) حضرت عمرؓ کے عہد مین ایک بار کچھ سوداگر آکر شہر سے باہر اوترے۔ رات کو آپ اور عبد الرحمن بن عوفؓ حسب عادت گشت کرنے کے لیے وہان گئے۔ اوسی رات بھر مین تین بار ایک بچہ کے رونے کی آواز آئی عمر فاروقؓ ہر دفعہ اوس خیمہ پر جاتے تھے اور اوسکی مان کو ملامت کر آتے تھے کہ تو کیسی بری مان ہے کہ تیرا بچہ اول شب سے بے چین ہے۔ آخر اوس عورت نے کہا کہ خدا کے بندے تو نے مجھے ساری رات دق کیا مین اس سے دودھ پینے کی عادت چھوڑاتی ہون وہ ضد کرتا ہے کیا کرون۔ کہا عمر دودھ چھٹنے بغیر بچون کا وظیفہ مقرر نہین کرتا آپ بہت روئے اور اپنے جی مین کہا کہ خدا جانے مسلمانون کے کتنے بچے میرے سبب ہلاک ہوے ہونگے۔ اوسیوقت منادی کرائی کہ کوئی اپنے بچے کا دودھ جلدی نہ چھوڑائے اور تمام ملک مین حکم دیا کہ ہر مسلمان کے یہان بچہ ہوتے ہی اوسکا وظیفہ مقرر کیا جائے۔

مگر ہم کہ ہین دام و دود ہمسے بہتر ۔ نہ ظاہر کہین ہم مین خوبی نہ مضمر
نہ اقران و امثال مین ہم موقر ۔ نہ اجداد و اسلاف کے ہم ہین جوہر
نصیحت سے ایسا بُرا مانتے ہین ۔ کہ گویا ہم اپنے کو پہچانتے ہین

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر ۔ کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآن کے اندر ۔ ضلالت یہود اور نصاریٰ کی اکثر
یون ہی جو کتاب اس پیمبر پہ آتی ۔ وہ گمراہیان سب ہماری جتاتی

ہنر ہم مین جو ہین وہ معلوم ہین سب ۔ علوم اور کمالات معدوم ہین سب
چلن اور اطوار مذموم ہین سب ۔ فراغت سے دولت سے محروم ہین سب
جہالت نہین چھوڑتی ساتھ دم بھر ۔ تعصب نہین بڑھنے دیتا قدم بھر

وہ شعر اور قصائد کا ناپاک دفتر ۔ عفونت مین سنڈاس سے جو ہے بدتر
زمین جس سے ہے زلزلہ مین برابر ۔ ملک جس سے شرماتے ہین آسمان پر
ہوا علم و دین جس سے تاراج سارا ۔ وہ علمون مین علم ادب ہے ہمارا

برا شعر کہنے کی گر کچھ سزا ہے ۔ عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہے
تو وہ محکمہ جسکا قاضی خدا ہے ۔ مقرر جہان نیک و بد کی جزا ہے
گنہگار وان چھوٹ جائینگے سارے ۔ جہنم کو بھر دینگے شاعر ہمارے

سخن جو ہے یان آج حصہ ہمارا ۔ نہین قوم کو ظاہرا جس سے چارا
ہر اک کذب و بہتان ہے جسمین گوارا ۔ مجسم ہو اوسکا اگر جھوٹ سارا
بنے ہند مین اوس سے اور اک ہمالا ۔ ہمالا سے ہو جسکی چوٹی دوبالا

زمانے مین جتنے قلی اور نفر ہین
کمائی سے اپنی وہ سب بہرہ ور ہین
گویّے امیرون کے نور نظر ہین
ڈفالی بھی لے آتے کچھ مانگ کر ہین
مگر اس تپ دق مین جو مبتلا ہین
خدا جانے وہ کس مرض کی دوا ہین

جو سقّے نہون جی سے جائین گذر سب
ہو میلا جہان گم ہون دھوبی اگر سب
بنے دم پہ گر شہر چھوڑین نفر سب
جو ٹھر جائین مہتر تو گندی ہون گھر سب
پہ کر جائین ہجرت جو شاعر ہمارے
کہین مل کے "خس کم جہان پاک" سارے

شعراے عرب کی ستائش

عرب جو تھے دنیا مین اس فن کے بانی
نہ تھا کوئی آفاق مین جنکا ثانی
زمانے نے جنکی فصاحت تھی مانی
مٹا دی عزیزون نے اونکی نشانی
سب اونکے ہنر اور کمالات کھو کر
رہے شاعری کو بھی آخر ڈبو کر

ادب مین پڑی جان اونکی زبان سے
جلا دین نے پائی اونکے بیان سے
سنان کے لیے کام اونھون نے لسان سے
زبانون کے کوچے تھے بڑھکر سنان سے
ہوئے اونکے شعرون سے اخلاق صیقل
پڑی اونکے خطبون سے عالم مین ہلچل

خلف اونکے یان جو کہ جادو بیان ہین
فصاحت مین مقبول پیر و جوان ہین
بلاغت مین مشہور ہندوستان ہین
وہ کچھ ہین تو لے دیکے اس گون بیان ہین
کہ جب شعر مین عمر ساری گنوائین
تو بھانڈ اونکی غزلین مجالس مین گائین

طوائف کو ازبر ہین دیوان اونکے
گویّون پہ بیحد ہین احسان اونکے
نکلتے ہین تکیون مین ارمان اونکے
ثناخوان ہین ابلیس و شیطان اونکے
کہ دو عقلون پہ پردے ڈالے اونھون نے
ہمین کر دیا فارغ البال اونھون نے

طب

وہ طب جسپہ غش ہین ہمارے اطبا
سمجھتے ہین جسکو بیاض مسیحا
بتانے مین ہے بخل جسکے بہت سا
جسے عیب کی طرح کرتے ہین اخفا
فقط چند نسخون کا ہی وہ سفینہ
چلے آئے ہین جو کہ سینہ بہ سینہ

نہ انکو نباتات سے آگہی ہے
نہ اصلا خبر معدنیات کی ہے
نہ تشریح کی لے کسی پر کھلی ہے
نہ علم طبیعی نہ کیمسٹری ہے
نہ بانی کا علم اور نہ علم ہوا ہی
مریضون کا انکے نگہبان خدا ہی

نہ قانون مین انکے کوئی خطا ہے
نہ مخزن مین انگشت رکھنے کی جا ہی
سدیدی مین لکھا ہے جو کچھ بجا ہی
نفیسی کے ہر قول پر جان فدا ہی
سلف لکھ گئے جو قیاس اور گمانی
صحیفے ہین اوترے ہوئے آسمانی

حکمت و فلسفہ

وہ تقویم پارینہ یونانیون کی
وہ حکمت کہ ہے ایک دھوکے کی ٹٹی
یقین جسکو ٹھہرا چکا ہے نکمی
عمل نے جسے کر دیا آکے ردی
اوسی وحی سے سمجھے ہین ہم زیادہ
کوئی بات اوسمین نہین کم زیادہ

زبور اور توریت و انجیل و قرآن
بالاجماع ہین قابل نسخ و نسیان
مگر لکھ گئے جو اصول اہل یونان
نہین نسخ و تبدیل کا اونمین امکان
نہین ٹلتے جبتک کہ آثار دنیا
مٹے گا کبھی کوئی شوشہ اونکا

نتائج ہین جو مغربی علم و فن کے
وہ ہین ہند مین جلوہ گر سو برس سے
تعصب نے لیکن یہ ڈالے ہین پردے
کہ ہم حق کا جلوہ نہین دیکھ سکتے
ولم نیر ہین نقش اہل یونان کی رائین
جو اب وحی اترے تو ایمان نہ لائین

اب اس فلسفہ پر جو ہین مرنے والے
شفا[1] اور مجسطی کے دم بھرنے والے
ارسطو کی چوکھٹ پہ سر دھرنیوالے
فلاطون کی اقتدا کرنیوالے
وہ تیلی کے کچھ بیل سے کم نہین ہین
پھرے عمر بھر اور جہان تھے وہین ہین

نہ جب کر چکے ختم تحصیل حکمت
نبدھی سر پہ دستار علم و فضیلت
اگر رکھتے ہین کچھ طبیعت مین جودت
تو ہے انکی سب سے بڑی یہ لیاقت
کہ گردن کو وہ رات کمدین زبان سے
تو منواکے چھوڑین ادہر اک جہان سے

سوا اسکے جو آئے اُسکو پڑھادین
انھین جو کچھ آتا ہے اوسکو بتادین
وہ سیکھی ہین جو بولیان سب سکھادین
میان مٹھو اپنا سا اونکو بنادین
یہ دے دے کے ہے علم کا اونکی حاصل
اسی پر ہی بہ فخر اونکو ہین الاماثل

نہ سرکار مین کام پانے کے قابل
نہ دربار مین لب ہلانے کے قابل
نہ جنگل مین ریوڑ چرانے کے قابل
نہ بازار مین بوجھ اُٹھانے کے قابل
نہ پڑھتے تو سو طرح کھاتے کماکر
وہ کھوئے گئے اور تعلیم پاکر

جو پوچھو کہ حضرت نے جو کچھ پڑھا ہی
مراد آپکی اسکے پڑھنے سے کیا ہے
مفاد اسمین دنیا کا اور دین کا ہے
نتیجہ کوئی یا کہ اسکے سوا ہے
تو مجذوب کی طرح سب کچھ بکین گے
جواب اسکا لیکن نہ کچھ دے سکین گے

نہ حجت رسالت پہ لاسکتے ہین وہ
نہ اسلام کا حق جتا سکتے ہین وہ
نہ قرآن کی عظمت دکھا سکتے ہین وہ
نہ حق کی حقیقت بتا سکتے ہین وہ
و لیکن ہین سب آج بیکار اونکی
نہین چلتی تو پونہین تلوار اونکی

(۱) شفا ابو علی سینا کی اور مجسطی بطلیموس کی اور تجرید نصیر الدین طوسی کی کتابین ہین۔

پڑے اوس مشقت مین ہین وہ سراپا | نتیجہ نہین اونکو معلوم جسکا
گئین بھول آگے کی بھیڑین جو ٹپا | اوسی راہ پر پڑ لیا گلہ سارا
نہین جانتے یہ کہ جاتے کدھر ہین | گئے بھول رستہ وہ یا راہ پر ہین

مثال اونکی کوشش کی ہے صاف ایسی | کہ کھائی کہین بندرون نے جو سردی
ادھر اور اودھر دیر تک آگ ڈھونڈی | نظر روشنی اونکو آئی نہ اوسکی
اگر ایک جگنو چمکتا جو دیکھا | پتنگا اوسے آگ کا نے سمجھا

لیا جا کے تھام اور سب نے اوسے دم | کیا گھاس پھونس اوسپہ لاکر فراہم
لگے اوسکو سلگانے سب ملکے پیہم | نہ کچھ آگ سلگی نہ سردی ہوئی کم
یون ہی رات ساری اونھون نے گنوائی | مگر اپنی محنت کی راحت نہ پائی

گذرتے تھے جو جانور اوس طرف سے | جب اس کشمکش مین اونھین دیکھتے تھے
ملامت بہت سخت تھے اونکو کرتے | کہ شرمائین وہ زعم باطل سے اپنے
مگر اپنی کد سے نہ باز آتے تھے وہ | ملامت پہ اور اولٹے غراتے تھے وہ

نہ سمجھے وہ جبتک ہوا دن نہ روشن | اسیطرح جو ہین حقیقت کے دشمن
نہ جھاڑینگے گرد توہم سے دامن | پہ جب ہوگا نور سحر لمعہ افگن
بہت جلد ہو جائے گا آشکارا | کہ جگنو کو سمجھے تھے وہ اک شرارا

شریفون کی اولاد بے تربیت ہی | تباہ اونکی حالت بری اونکی گت ہی
کسیکو کبوتر اوڑانے کی لت ہی | کسیکو بٹیرین لڑانے کی دھت ہی
چرس اور گانجے پہ شیدا ہے کوئی | مدک اور چنڈو کا رسیا ہے کوئی

سدا گرم انفار سے اونکی صحبت
ہر اک رند و اوباش ہے اونکی ملت
پڑھے لکھون کے سایہ سے اونکو وحشت
مدارس کی تعلیم سے اونکو نفرت
کمینون کے جرگہ مین ہین عمر گنوانی
انھین گالیان دینی اور آپ کھانی

نہ علمی مدارس مین ہین اونکو پاتے
نہ شایستہ جلسونمین ہین آتے جاتے
پہ میلون کی رونق ہین جا کر بڑھاتے
بٹیرے بھڑاتے ہین دیکھتے اور دکھاتے
کتاب اور معلم سے پھرتے ہین بھاگے
مگر ناچ گانے مین ہین سب سے آگے

اگر دیکھیے ان پاک شہدونکی گنتی
ہوا جنکے پہلو سے بچکر ہے چلتی
ملی خاک مین جنسے عزت بڑونکی
مٹی خاندانون کی جنسے بزرگی
تو یہ جسقدر خانہ برباد ہونگے
وہ سب ان شریفونکی اولاد ہونگے

ہوئی اونکی بچپن مین یون پاسبانی
کہ قیدی کی جیسے کٹے زندگانی
لگی ہونے جب کچھ سمجھ بوجھ سیانی
چڑھی بھوت کی طرح سر پر جوانی
بس اب گھر مین دشوار تھمنا ہی اونکا
اکھاڑونمین تکیونمین منا ہی اونکا

نشہ مین مے عشق کے چور ہین وہ
صف فوج مژگان مین محصور ہین وہ
غم چشم و ابرو مین رنجور ہین وہ
بہت ہاتھ سے دل کے مجبور ہین وہ
کرین کیا کہ ہی عشق طینت مین اونکی
حرارت بھری ہی طبیعت مین اونکی

اگر شش جہت مین کوئی دلربا ہے
تو دل اونکا نادیدہ اوسپر فدا ہے
اگر خواب مین کچھ نظر آ گیا ہے
تو یاد اوسکی دن رات نام خدا ہے
بھری اسکی وحشت سے روداد ہی یان
جسے دیکھیے قیس فرہاد ہی یان

اگر مان ہے دکھیا تو اونکی بلا سے
اپاہج ہے بادا تو اونکی بلا سے
جو ہے گھر مین فاقہ تو اونکی بلا سے
جو مرتا ہے کنبا تو اونکی بلا سے
جنھون نے لگائی ہو کو در رہا ہے
غرض پھر اونھین کیا رہی ماسوا سے

نہ گالی سے دشنام سے جی چرائین
نہ جوتی سے پیزار سے ہچکچائین
جو میلو نمین جائین تو پگڑین دکھائین
جو محفل مین بیٹھین تو فتنے اوٹھائین
لرزتے ہین اوباش انکی ہنسی سے
گریزان ہین رندان کی ہمسائیگی سے

سپوتون کو اپنے اگر بیاہ دیجے
تو بہوون کا بوجھ اپنی گردن پہ لیجے
جو بیٹی کے پیوند کی فکر کیجے
تو بدراہ ہین بھانجے اور بھتیجے
یہی جھینکنا گو بگو گھر بگھر ہے
بہو کا ٹھکانا نہ بیٹی کا بر ہے

نہ مطلب نگاری کا انکو سلیقہ
نہ دربارداری کا انکو سلیقہ
نہ امیدواری کا انکو سلیقہ
نہ خدمت گزاری کا انکو سلیقہ
قلی یا نفر ہو تو کچھ کام آئے
مگر انکو کس مد مین کوئی کھپائے

نہین ملتی روٹی جنھین پیٹ بھر کے
وہ گزران کرتے ہین سو عیب کرکے
جو ہین اونمین دو چار آسودہ گھر کے
وہ دن رات خواہان ہین مرگ پدر کے
نمونے یہ اعیان و اشراف کے ہین
سلف انکے وہ ہین خلف انکے یہ ہین

وہ اسلام کی پود شاید یہی ہے
کہ جسکی طرف آنکھ سبکی لگی ہے
بہت جس سے آئندہ چشم بہی ہے
بقا منحصر جسپہ اسلام کی ہے
یہی جان ڈالے گی باغ کہن مین
اسی سے بہار آئے گی اس چمن مین

تعصب باہمی مسلمانان

یہی ہین وہ نسلین مبارک ہماری
کہ بخشینگی جو دین کو استواری
کرینگی یہی قوم کی غمگساری
انھین پر امیدین ہین موقوف ساری
یہی شمع اسلام روشن کرینگی
بڑون کا یہی نام روشن کرینگی

خلف اونکے الحق اگر ہان یہی ہین
سلف کے اگر فاتحہ خوان یہی ہین
اگر یادگارِ عزیزان یہی ہین
اگر نسل اشراف و اعیان یہی ہین
تو یاد اسقدر اونکی رہجائیگی یان
کہ اک قوم رہتی تھی اس نام کی یان

سمجھتے ہین شائستہ جو آپکو یان
ہین آزادی رائے پر جو کہ نازان
چلن پر ہین جو قوم کے اپنی خندان
مسلمان ہین سب جنکے نزدیک نادان
جو ڈھونڈھو گے یارونکی ہمدرد انمین
تو نکلین گے تھوڑے جوانمرد اونمین

نہ رنج اونکے افلاس کا انکو اصلا
نہ فکر اونکی تعلیم اور تربیت کا
نہ کوشش کی ہمت نہ دینے کو پیسا
اوڑانا مگر مفت اک اک کا خاکا
کہین اونکی پوشاک پر طعن کرنا
کہین اونکی خوراک پر نام دھرنا

عزیزون کی جب بات مین عیب پانا
نشانہ اوسے پھبتیون کا بنانا
شماتت سے دل بھائیونکا دکھانا
یگانون کو بیگانہ بنکر چڑانا
نہ کچھ درد کی چوٹ اونکے جگر مین
نہ قطرہ کوئی خون کا چشم تر مین

جہاز ایک گرداب مین پھنس رہا ہے
پڑا جس سے جوکھون مین چھوٹا بڑا ہی
نکلنے کا رستہ نہ بچنے کی جا ہی
کوئی اون مین سوتا کوئی جاگتا ہی
جو سوتے ہین وہ مست خوابِ گران مین
جو بیدار ہین اونپہ خندہ زنان ہین

کوئی ان سے پوچھے کہ اے ہوش والو / کس امید پر تم کھڑے ہنس رہے ہو
برا وقت بیڑے پہ آنے کو ہے جو / نہ چھوڑیگا سوتوں کو اور جاگتوں کو
بچوگے نہ تم اور نہ ساتھی تمہارے / اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبینگے سارے

غرض عیب کیجے بیان اپنے کیا کیا / کہ بگڑا ہوا یاں ہے آوے کا آوا
فقیہہ اور جاہل ضعیف اور توانا / تاسف کے قابل ہے احوال سبکا
مرض ایسے مایوس دنیا میں کم ہیں / بگڑ کر کبھی جو نہ سنبھلیں وہ ہم ہیں

کسی نے یہ اک مرد دانا سے پوچھا / کہ نعمت ہے دنیا میں سب سے بڑی کیا
کہا "عقل جس سے ملے دین و دنیا" / کہا "گر نہو وہ" "اس سے انسان کو بہرا"
کہا "پھر اہم سب سے علم و ہنر ہے" / کہ جو باعث افتخار بشر ہے"
کہا "گر نہو یہ بھی اسکو میسر" / کہا "مال و دولت ہے پھر سب سے بڑھکر"
کہا "گر ہو یہ بھی اگر بند او بستر" / کہا "اوس پہ بجلی کا گرنا ہے بہتر
وہ ننگ بشر تاکہ ذلت سے چھوٹے / خلائق سب اوسکی نحوست سے چھوٹے"

مجھے ڈر ہے اے میرے ہم قوم یارو / مبادا کہ وہ ننگ عالم تمہیں ہو
اگر اسلام کی کچھ حمیت ہے تمکو / تو جلدی سے اوٹھو اور اپنی خبر لو
وگرنہ یہ قول آئیگا راست تمپر / کہ "ہونے سے انکا نہونا ہی بہتر"

رہوگے یونہی فارغ البال کبتک / نہ بدلوگے یہ چال اور ڈھال کب تک
رہیگی نئی پود پامال کبتک / نہ چھوڑوگے تم بھیڑیا چال کبتک
بس اگلے فسانے فراموش کردو / تعصب کے شعلے کو خاموش کردو

حکومت نے آزادیان تم کو دی ہین
ترقی کی راہین سراسر کھلی ہین
صدائین یہ ہر سمت سے آرہی ہین
کہ راجہ سے پرجا تلک سب سکھی ہین
تسلط ہے ملکون مین امن و امان کا
نہین بند رستہ کسی کاروان کا

نہ بدخواہ ہے دین و ایمان کا کوئی
نہ دشمن حدیث اور قرآن کا کوئی
نہ ناقص ہے ملت کے ارکان کا کوئی
نہ مانع شریعت کے فرمان کا کوئی
نمازین پڑھو بے خطر معبدون مین
اذانین دھڑلے سے دو مسجدون مین

کھلی ہین سفر اور تجارت کی راہین
نہین بند صنعت کی حرفت کی راہین
جمع ہو رہی ہین تحصیل حکمت کی راہین
تو ہموار ہین کسب و دولت کی راہین
نہ گھر مین غنیم اور دشمن کا کھٹکا
نہ باہر ہے قزاق و رہزن کا کھٹکا

مہینون کے کٹتے ہین رستے پلون مین
گھرون سے سوا چین ہے منزلون مین
ہر اک گوشہ گلزار ہے جنگلون مین
شب و روز ہے امن قافلون مین
سفر جو کبھی تھا نمونہ سقر کا
وسیلہ ہے وہ اب سراسر ظفر کا

پہونچتی ہین ملکون سے دم دم کی خبرین
چلی آتی ہین شادی و غم کی خبرین
عیان ہین ہر اک تیرہ اعظم کی خبرین
کھلی ہین زمانہ پہ عالم کی خبرین
نہین واقعہ کوئی پنہان کہین کا
ہے آئینہ احوال روئے زمین کا

کرو قدر اس امن و آزادگی کی
کہ ہے صاف ہر سمت راہ ترقی
ہر اک راہرو کا زمانہ ہے ساتھی
یہ ہر سو سے آواز پیہم ہے آتی
کہ دشمن کا کھٹکا نہ رہزن کا ڈر ہے
نکلجاؤ رستا بھی بے خطر ہے

بہت قافلے دیر سے جا رہے ہین — بہت بوجھ بار اپنے لدوا رہے ہین
بہت چل چلاؤ مین گھبرا رہی ہین — بہت سے نچلنے سے پچھتا رہے ہین
مگر اک تمھین ہو کہ سوتے ہو غافل — مبادا کہ غفلت مین کھوٹی ہو منزل

نہ بدخواہ سمجھو ہمین اب یا ورون کو — لٹیرے نہ ٹھہراؤ تم رہبرون کو
دو الزام پیچھے نصیحت گرون کو — ٹٹولو ذرا پہلے اپنے گھرون کو
اگر خالی ہین یا پُر ذخیرے تمھارے — بُرے ہین کہ اچھے وتیرے تمھارے

امیرونکی تم سُن چکے داستان سب — چلن ہو چکے عالمون کے بیان سب
شریفون کی حالت ہی تم پر عیان سب — بگڑنے کو تیار بیٹھے ہین یان سب
یہ بوسیدہ گھر اب گرا کا گرا ہے — ستون[عہ] مرکز ثقل سے ہٹ چکا ہے

یہ جو کچھ ہوا ایک شمہ ہے اسکا — کہ جو وقت یارون پہ ہے آنے والا
زمانہ نے اونچے سے جسکو گرایا — وہ آخر کو مٹی مین ملکر رہے گا
نہین گرچہ کچھ قوم مین حال باقی — ابھی اور ہونا ہے پامال باقی

یہان ہر ترقی کی غایت یہی ہے — سرانجام ہر قوم و ملت یہی ہے
سدا سے زمانہ کی عادت یہی ہے — طلسم جہان کی حقیقت یہی ہے
بہت یان ہوے خشک چشمے ابل کر — بہت باغ چھانٹے گئے پھول پھل کر

عہ علیحدہ ستون مرکز ثقل سے مراد اسلام کا ضعیف ہونا ہے ۱۲

کہان ہین وہ اہرام[1] مصری کے بانی
گئے پیشدادی کدھر اور کیانی[2]
لگاؤ کہین کھوج کلدانیون[3] کا

کہان ہین وہ گردان زابلستانی
مٹا کر رہی سبکو دنیاے فانی
بتاؤ نشان کوئی ساسانیون کا

وہی ایک ہے جسکو دائم بقا ہے
سوا اُسکے انجام سب کا فنا ہے
مسافر یہان ہین فقیر اور غنی سب

جہان کی وراثت اوسیکو سزا ہے
نہ کوئی رہے گا نہ کوئی رہا ہے
غلام اور آزاد ہین رفتنی سب

(۱) اہرام مصری مصر کے مثلث نما چوپہل مینار ہین جو دریاے نیل یا نیچ یل کے کنارے پر واقع ہین انمین سے ایک مینار دنیا کے سات عجائبات مین شمار ہوتا ہی۔ گردان زابلستان سے مراد رستم کا خاندان ہی۔ فارس کے گیارہ بادشاہ جو کیومرث کی اولاد مین ہوے ہین پیشدادی کہلاتے ہین
(۲) نو بادشاہ یعنے قباد کاؤس خسرو لہراسپ گشتاسپ بہمن ہما داراب دارا کیانی کہلاتے ہین۔
(۳) کلدانی کیلڈیا یعنے خالد بابل والے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناجات حالی بحضور محبوب باری صلی اللہ علیہ وسلم

ای خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے — امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے — پردیس مین وہ آج غریب الغربا ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ — خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے
وہ دین ہوئی بزم جہان جس سے چراغان — اب اسکی مجالس مین نہ بتی نہ دیا ہے
جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہبان — اب اوسکا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے — اُس دین مین خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے
جس دین نے تھے غیرون کے دل آکے ملائے — اُس دین مین خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے
جو دین کہ ہمدرد بنی نوع بشر تھا — اب جنگ و جدل چار طرف اسمین بپا ہے
جس دین کا تھا فقر بھی اکسیر غنا بھی — اُس دین مین اب فقر ہی باقی نہ غنا ہے
جو دین کہ گودون مین پلا تھا حکما کی — وہ عرصۂ تیغ جہلا ہے سفہا ہے
جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب — اب معترض اُس دین پہ ہر ہرزہ درا ہے
ہی دین ترا اب بھی وہی چشمۂ صافی — دیندارون مین پر آب ہے باقی نہ صفا ہے
یان راگ ہی دن رات تو وان رنگ شب و روز — یہ محفل اعیان ہی وہ بزم شرفا ہے
چھوٹون مین اطاعت ہی نہ شفقت ہی بڑون مین — پیارون مین محبت ہی نہ یارون مین وفا ہے
دولت ہی نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہی — اک دین ہی باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے

ہی دین کی دولت سی بہا علم سے رونق
بے دولت و علم انمین نہ رونق نہ بہا ہے

شاہد ہے اگر دین تو علم اسکا ہی زیور
زیور ہی اگر علم تو مال اوسکی جلا ہے

جس قوم مین اور دین ہو علم نہ دولت
اوس قوم کی اور دین کی پانی پہ بنا ہے

گو قوم مین تیری نہین اب کوئی بڑائی
پر نام تری قوم کا یان اب بھی بڑا ہے

ڈر ہی کہین یہ نام بھی مٹجاے نہ آخر
مدت سے اسے دورِ زمان میٹ رہا ہے

جس قصر کا تھا سر بفلک گنبدِ اقبال
ادبار کی اب گونج رہی اوسمین صدا ہے

بیڑا تھا نہ جو بادِ مخالف سے خبردار
جو چلتی ہی اب چلتی خلاف اوسکی ہوا ہے

وہ روشنیِ بام و درِ کشورِ اسلام
یاد آج تلک جسکی زمانے کو ضیا ہے

روشن نظر آتا نہین وان کوئی چراغ آج
بجھنے کو ہی اب گر کوئی بجھنے سے بچا ہے

عشرتکدے آباد تھے جس قوم کے ہر سو
اوس قوم کا اک ایک گھر اب بزم عزا ہے

چاؤش تھے للکارتے جن رہگذرون مین
دن رات بلند اونمین فقیرونکی صدا ہے

وہ قوم کہ آفاق مین جو سر بفلک تھی
وہ یاد مین اسلاف کے اب رو بقفا ہے

جو قوم کہ مالک تھی علوم اور حکم کی
اب علم کا وان نام نہ حکمت کا پتا ہے

کھوج انکے کمالات کا لگتا ہی اب اتنا
گم دشت مین اک قافلہ بے طبل و درا ہے

بگڑی ہی کچھ ایسی کہ بنائی نہین بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم خدا ہے

تھی آس تو تھا خوف بھی ہمراہ رجا کے
اب خوف ہی مدت سے دلونمین نہ رجا ہے

جو کچھ ہین وہ سب اپنے ہی ہاتھونکے ہین کرتوت
شکوہ ہی زمانے کا نہ قسمت کا گلا ہے

دیکھی ہین یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت — سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے

کی زیب بدن سب نے ہی پوشاک کتان کی — اور برف مین ڈوبی ہوئی کشور کی ہوا ہے

درکار ہی یان معرکے مین جوشن و خفتان — اور دوش پہ یارون کو وہی کہنہ ردا ہے

دریا ہے پُر آشوب ہی اک راہ مین حائل — اور بیٹھ کے گھوڑ ناؤ پہ یان قصد شنا ہے

ملتی نہین اک بوند بھی پانی کی جہان مفت — وان قافلہ سب گھر سی تہیدست چلا ہے

یان نکلے ہین سودے کو درم لیکے پرانے — اور سکہ روان شہر مین مدت سے نیا ہے

فریاد ہی اے کشتی امت کے نگہبان — بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اے چشمۂ رحمت بِاَبِی اَنْتَ وَ اُمّی — دنیا پہ ترا لطف سدا عام رہا ہے

جس قوم نے گھر اور وطن تجھسے چھڑایا — جب تو نے کیا نیک سلوک اُنسی کیا ہے

صدمہ دُرِ دندان کو ترے جنسے کہ پہونچا — کی اُنکے لیے تو نے بھلائی کی دعا ہے

کی تو نے خطا عفو ہی اُن کینہ کشون کی — کھانے مین جنھون نے کہ تجھے زہر دیا ہے

سو بار ترا دیکھ کے عفو اور ترحم — ہر باغی و سرکش کا سر آخر کو جھکا ہے

جو بے ادبی کرتے تھے اشعار مین تیری — منقول انھین سی تری پھر مدح و ثنا ہے

برتاؤ ترے جبکہ یہ اعدا پہ ہین اپنے — اعدا سے غلامون کو کچھ اُمید سوا ہے

کر حق سے دعا امت مرحوم کی حق مین — خطرون مین بہت جسکا جہاز آ کے گھرا ہے

امت مین تری نیک بھی ہین بد بھی ہین لیکن — دلدادہ ترا ایک سی اک ان مین سوا ہے

ہر چپقلش دہر مخالف مین ترا نام — ہتھیار جوانون کا ہی پیرون کا عصا ہے

جو خاک تری در پہ ہے جاروب سے اڑتی
وہ خاک ہمارے لیے دارو ے شفا ہے

جو شہر ہوا تیری ولادت سے مشرف
اب تک وہی قبلہ تری امت کا رہا ہے

جس ملک نے پائی تری ہجرت سے سعادت
کعبے سے کشش اُسکی ہر اک دل مین سوا ہے

کل دیکھیے پیش آئے غلامونکو تری کیا
اب تک تو ترے نام پہ اک اک فدا ہے

ہم نیک ہین یا بد ہین پھر آخر ہین تمھارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے

گر بد ہین تو حق اپنا ہے کچھ تجھپہ زیادہ
اخبار مین الطالحون لی ہمنے سُنا ہے

تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہین کوئی
ہان ایک دعا تیری کہ مقبول خدا ہے

خود جاہ کے طالب ہین نہ عزت کے ہین خواہان
پر فکر ترے دین کی عزت کی سدا ہے

گر دین کو جوکھون نہین ذلت سے ہماری
امت تری ہر حال مین راضی برضا ہے

عزت کی بہت دیکھ لین دنیا مین بہارین
اب دیکھ لین یہ بھی کہ جو ذلت مین مزا ہے

ہان حالی گستاخ نہ بڑھ حد ادب سے
باتون سے ٹپکتا تری اب صاف گلا ہے

ہے یہ بھی خبر تجھکو کہ ہے کون مخاطب
یان جنبش لب خارج از آہنگ خطا ہے

تمت

فضل الٰہی سے مسدس ومناجات مؤلفۂ جناب مولوی الطاف حسین صاحب تخلص حالی دام ظلہ العالی باہتمام ابو الحسنا قطب الدین احمد غفر اللہ الصمد بنہم ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۲۲ھ مطابق ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ عیسوی مطبع نامی لکھنؤ مین طبع ہوئی

اشتہارات

منصور و خورشید جمال - یہ ناول سوختہ دلون کی آتش شوق بھڑکانے کے لیے اچھا خاصہ آلہ اور برشتہ جگرون کے جلا جلاکے مارنے کے واسطے بڈھب آتش کا پرکالہ ہے قیمت فی جلد ۲ر

مجوس گذشت - اگرچہ یہ ناول کے طرز پر لکھا گیا ہے مگر یہ صحیح تاریخ اوسی زمانہ کی ہے کہ جب ہجری ۳۹۵ لکھا جاتا تھا اور غازی سلطان محمود مرحوم نے اسلامی حملون سے خون کے دریا بہا دیے بہادر چھتریون کے ہاتھ کے طوطے اوڑا دیے تھے یہ ناول نہین ہے بلکہ جنگ سومنات کا پورا فوٹو ہے قیمت فی جلد عصہ

دلبر - اس ناول مین جناب عبدالشکور صاحب ترجمہ گورنمنٹ آف انڈیا بی ڈبلو ڈی نے اون حالات کا فوٹو اوتارا ہے جو وقت تعلیم نسوان نوجوان معلمون کے سبب سے پیدا ہوکے بقیۃ العمر لڑکیون سے خون تھکواتے اور اونکے والدین سے کنوین جھکواتے ہین قیمت فی جلد ۶ر

وصفیہ یا عبرت انگیز - یہ ناول ... کے لائق ہے زبان اچھی محاورات ... نتیجہ پر اثر قیمت فی جلد ۲ر

رہبر - اس ناول مین جناب ڈاکٹر سید احمد حسین صاحب نے ایک سچے بہادر باوفا عاشق و معشوق کا نہایت تہذیب سے فوٹو دکھایا ہے - رزم - بزم - کسیکو ہاتھ سے جانے نہین دیا جو باتین ناول مین ضروری ہین وہ سب اسمین موجود ہین زبان اچھی قصہ عمدہ نتیجہ بہتر قیمت فی جلد ۱۲ر

جفاے ناز - حضرت وحشی نگرامی کی تالیفات سے چشم بد دور یہ ناول بھی آنکھون سے لگانے کے لائق ہے بندش حسب محاورات صحیح و درست عبارت خوب قصہ مرغوب بول چال پیاری زبان ایسی جسپر دل صدقے جان واری قیمت فی جلد ۵ر

جفاے حسن - اس ناول مین ایک شریف خاندان کے مد و جزر کو عبرتناک الفاظ مین لکھا ہے قیمت فی جلد ۴ر

فریب حسن - یہ ناول منشی محمد عبدالحفیظ صاحب کی لیاقت کا بہت اچھا نمونہ ہے قیمت فی جلد ۱ر

نوٹ - محصول ڈاک کے واسطے تخمیناً ۲ر فی روپیہ ہمراہ قیمت کتب زائد مرحمت فرمائیے

التماس - یہ جملہ کتب قیمت وصول ہونے سے یا بذریعۂ ویلیوپی ایبل ارسال ہوسکتی ہین -

المشتہر

ولی اللہ منیجر مطبع نامی لکھنؤ کٹرہ ابو تراب خان مکان نمبر ۳۲۵